# مذہبی تعلیمات

## برائے جماعت نہم دہم

(نئے نصاب کے مطابق)

سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ، جام شورو

طبع کنندہ:

جملہ حقوق بحق سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ، جام شورو محفوظ ہیں۔

یہ کتاب سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ، جام شورو نے تیار کروائی جسے صوبائی کمیٹی برائے جائزہ کتب ڈائریکٹوریٹ آف کریکیولم، اسسمنٹ اینڈ ریسرچ سندھ جام شورو، کی تصحیح کے بعد صوبائی محکمۂ تعلیم و خواندگی، حکومتِ سندھ نے بمراسلہ نمبر: SO(C)SELD/STBB-18/2021 مورخہ ۲۳ فروری ۲۰۲۱
صوبہ سندھ کے سرکاری اسکولوں کے لیے بطور واحد مذہبی تعلیمات کی درسی کتاب منظور کیا۔

**نگرانِ اعلیٰ:** پرویز احمد بلوچ (چیرمین سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ)

**نگراں:** عبد الباقی ادریس السندی

**مصنفین:** پونجراج کیسرانی
نیاز احمد راجپر
پروفیسر عبد الوحید اندھڑ

**مترجم:** پروفیسر ڈاکٹر محمود الحسن چنڑ

**ایڈیٹرز:** پروفیسر محمد ناظم علی خان ماتلوی
ندیم ریاض ڈیوڈ

**صوبائی جائزہ کامیٹی**

☆ انجینئر اے۔ ایل جگرو
☆ ڈاکٹر چمن منشا
☆ عبد الباقی ادریس السندی
☆ نکھٹ سنگھ سوڈھو
☆ ہریش مہیشوری
☆ چیتن داس مینگواڑ
☆ پروفیسر محمد وسیم مغل

طبع کندہ:

# فہرست


| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| باب اول (الف): مذاہب کا تعارف | ۱ |
| ۱۔ مذہب کی ذاتی اور نفسیاتی اہمیت | ۲ |
| ۲۔ مذہب کی معاشرتی اور اخلاقی اہمیت | ۶ |
| ۳۔ بحرانوں کو حل کرنے میں مذہب کا کردار | ۱۲ |
| ۴۔ گناہ اور جرم کا تصور | ۱۶ |
| باب اول (ب): دنیا کے مذاہب | ۲۱ |
| ۱۔ جین دھرم | ۲۲ |
| ۲۔ مہاویر | ۲۷ |
| باب دوم: معاشرتی اور اخلاقی اقدار | ۳۱ |
| ۱۔ مالکِ حقیقی کی کبریائی | ۳۲ |
| ۲۔ اہم مذاہب کی عبادت گاہیں اور عبادت کے طریقے | ۳۶ |
| ۳۔ مذاہب میں پرہیز گاری، رحمدلی، ہمدردی اور سچائی کا تصور | ۴۷ |
| ۴۔ احتساب اور انسانی کردار پر اس کا اثر | ۵۲ |
| ۵۔ مذہبی اعتبار سے وقت اور اس کی پابندی کی اہمیت | ۵۶ |
| باب سوم: معاشرتی آداب | ۶۰ |
| ۱۔ آداب | ۶۱ |
| ۲۔ عبادت گاہوں کے آداب | ۶۶ |

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| ۳۔ دفاتر اور بینکوں کے آداب | ۷۲ |
| ۴۔ بس اسٹینڈ، ریلوے اسٹیشن اور ہوائی اڈے کے آداب | ۷۷ |
| ۵۔ مارکیٹ کے آداب | ۸۳ |
| باب چہارم: اہم شخصیات | ۸۷ |
| ۱۔ ارسطو | ۸۸ |
| ۲۔ جرمن فلسفی امانیول کانٹ | ۹۲ |
| ۳۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ | ۹۶ |
| ۴۔ فلورینس نائیٹنگل | ۱۰۱ |

# مذاہب کا تعارف

## تدریسی معیارات

یہ باب پڑھنے کے بعد طلبہ وطالبات سے امید کی جاتی ہے کہ وہ:

- پرامن اجتماعی زندگی کے لیے جو خوبیاں اخلاقی اقدار ناگزیر ہیں ان کو پہچان کر ان پر عمل پیرا ہوں۔
- مذہبی اور معاشرتی اعتبار سے اچھے اور برے کاموں کی نشان دہی کر سکیں گے۔
- احساس کر سکیں کہ اچھے کام نہ کرنے اور برے کاموں سے بچنے کے اصول پر عمل نہ کرنے سے باہمی اختلافات جنم لیتے ہیں۔
- مشترکہ طور پر دنیوی ترقی کے لیے کوشش کریں گے۔

مالکِ حقیقی نے ہر دور میں مقدس ہستیوں کو زمین پر بھیج کر لوگوں کی مذہبی، اخلاقی، معاشرتی، اور روحانی ضروریات کی رہنمائی کی ذمے داری سونپی ہے۔ ان مقدس ہستیوں کی بتائی ہوئی ہدایات کی روشنی میں دنیا کی بے شمار اقوام اپنی مذہبی اور معاشرتی سرگرمیاں سرانجام دیتی چلی آرہی ہیں۔ جس سے لوگوں کی سیرت و کردار کے ساتھ ان کے رہن سہن، نفسیات اور معاشرتی رویوں میں مثبت تبدیلی رونما ہوتی ہے۔ انھیں نیکی اور برائی، حق اور ناحق، سچ اور جھوٹ، اسی طرح جرم اور گناہ کے درمیان تفریق کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔ وہ معاشرے اور ملک میں اٹھنے والے بحرانوں کی حقیقت، ان کے اسباب اور ان کے حل کا ادراک کر کے ان کے خاتمے کا انتظام کرنے کے لائق بن جاتے ہیں۔ ایسی معاشرتی اور اخلاقی اقدار کو سمجھنے، اپنانے اور ان کو اپنی زندگی کا جزو بنانے کا ہر مذہب درس دیتا ہے، کیوں کہ مذہب انسان کی زندگی کے بہتر انداز کی خوب حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ ان مذاہب میں سے جین دھرم بھی ایک عالمی مذہب ہے جو دنیا میں آنے والی مشکلات کو کا مقابلہ کرنے اور آسانیوں کو سمیٹنے کے ساتھ ہر جاندار سے محبت کا درس دیتا ہے۔

اس باب میں ”مذہب کی ذاتی اور نفسیاتی اہمیت“، ”مذہب کی معاشرتی اور اخلاقی اہمیت“، ”بحرانوں کو حل کرنے میں مذہب کا کردار“، ”جرم و گناہ کے تصور“، ”جین دھرم کا تفصیلی تعارف“ کے ساتھ ساتھ ”مہاویر“ کے متعلق اسباق شامل کیے گئے ہیں۔

# مذہب کی ذاتی اور نفسیاتی اہمیت

**حاصلاتِ تعلم**

یہ سبق پڑھنے کے بعد طلبہ وطالبات اس قابل ہوں گے کہ وہ:

- مذہب اور نفسیات یا مذہبیت اور ذہنی اطمینان کا فرق معلوم کر سکیں گے۔
- وضاحت کر سکیں گے کہ انسان کے نفسیاتی رویوں پر مذہب کیسے اثر انداز ہوتا ہے۔

مالکِ حقیقی نے اپنی تمام مخلوقات میں سے عقل، فہم اور ادراک کی نعمتوں سے نوازا ہے۔ اس کا ذہن ہر وقت کسی نہ کسی خیال، سوچ، فکر، جذبات اور احساسات سے بھرپور ہوتا ہے اور کسی وقت بھی خالی نہیں ہوتا۔ لیکن ہر ایک انسان کے خیالات اور جذبات ایک جیسے نہیں ہوتے اس کے باوجود بھی اجتماعی زندگی گزارنا انسانی فطرت میں شامل ہے۔ اجتماعی زندگی گزارنے کے لیے بعض اصولوں، قاعدوں اور اعلیٰ اخلاقی اقدار کی ضرورت ہوتی ہے، جن کو اختیار کرنے اور ان پر عمل پیرا ہونے سے وہ پُرامن، پُرسکون، خوشحال اور اطمینان بخش زندگی گزار سکتے ہیں، عوام کا ایسا معاشرہ ترقی اور خوشحالی کی طرف گامزن ہوتا رہتا ہے۔

مذہب عقائد وعبادات کا ایک منظم نظام ہے جو انسانی معاملات اور عادات کو اخلاقی اقدار کی روشنی میں چلاتا ہے۔ جن پر چلنے سے انسان روزمرہ کی زندگی دوسروں سے مل کر گزارتا ہے، جب کہ انسان کے ذہن اور رویوں پر سائنسی انداز میں تحقیق کرنا علمِ نفسیات (Psycology) کہلاتا ہے۔ یہ علم ہمیں سکھاتا ہے کہ ایک انسان اپنی معاشرتی، حیاتیاتی اور ماحولیاتی اثرات کے زیرِ اثر کس انداز میں سمجھتا، سوچتا، محسوس کرتا ہے اور ردِ عمل دکھاتا ہے۔ جس سے انسان میں اپنی اندرونی کیفیات اور دیگر لوگوں کے احساسات اور جذبات کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ یہ علم اس بات کو سمجھنے میں بھی مدد کرتا ہے کہ ایک شخص کی سیرت وکردار کی نشوونما میں حالات، جذبات، ذہنی اور معاشرتی دباؤ اور ماحول کا کیا عمل دخل ہے۔

مذہبی تعلیمات کی بنیاد الہامی پیغام پر مشتمل ہوتی ہے جو فطرتِ انسانی کے مطابق ہوتا ہے۔ مالکِ حقیقی کی طرف سے بھیجی گئی ہدایات کو ماننا اور ان پر عمل کرنا انسان پر گراں نہیں گزرتا کیوں کہ وہ اس کی فطرت سے ہم آہنگ ہوتا ہے۔ البتہ خود انسان اس میں مشکلات پیدا کرنے کا باعث بنتا ہے۔ مذہب کا انسان پر نفسیاتی اعتبار سے بھی اثر ہوتا ہے کہ وہ مالکِ حقیقی کی

ذات، نیکی اور بدی، جنت اور جہنم جیسی باتوں پر سنجیدگی سے غور و فکر کرتا ہے اور اپنے ذہن کو ان باتوں سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ کھلے انداز میں مذہب کی مخالفت نہیں کرتا بلکہ کسی نہ کسی موڑ پر اپنے آپ کو اس کے سامنے عاجز سمجھتا ہے جو مذہب کے اثر انداز ہونے کی واضح علامت ہے۔

**مذہب اور نفسیات میں فرق:** مذہب انسان کے طرزِ فکر اور اعمال پر اثر انداز ہوتا ہے جب کہ علمِ نفسیات لوگوں کے رویوں، سوچنے، سمجھنے اور جذبات پر اثر دکھاتا ہے، ان دونوں کے درمیان فرق کی وضاحت کچھ اس طرح ہے:

- مذہب، اخلاقی اصول و ضوابط بنانے میں مدد کرتا ہے جب کہ علمِ نفسیات لوگوں کے جذبات اور احساسات کو سمجھنے میں مدد کرتا ہے۔
- مذہب، لوگوں کو اپنا مقصدِ حیات جاننے، بہتر زندگی گزارنے، مالکِ حقیقی کی نعمتوں پر شکر گزار ہونے اور ہر وقت اسے یاد رکھنے کی تلقین کرتا ہے جب کہ نفسیات انسانوں کو اپنے ضمیر کے مطابق زندگی گزارنے اور معاشرے میں دوسرے لوگوں سے بہتر تعلقات قائم کرنے اور مطلوبہ رویوں کی جدوجہد کرتا ہے۔
- مذہب، انسان کے روحانی اطمینان کا طریقہ بتاتا ہے جب کہ نفسیات انسانی معاشرت میں پیش آنے والے مسائل کو حل کرنے میں روحانی طور پر انسان کو مضبوط بناتا ہے۔

مذہب لوگوں کو صحیح یا غلط اور جزا و سزا کے بارے میں بتاتا ہے جب کہ علمِ نفسیات انسان میں ادراک پیدا کرتا ہے جس کی بدولت وہ سچ اور جھوٹ، صحیح اور غلط یا حق اور ناحق کے درمیان تفریق کرنے کے لائق ہو جاتا ہے۔

**مذہبیت اور عام بھلائی کی سوچ کا فرق:** اصولی طور پر مذہب انسانیت کی خیر خواہی چاہتا ہے۔ اس لیے ایک انسان مذہبی ہونے کے باوجود انسان دوست بھی ہو سکتا ہے لیکن عام طور پر مذہبیت یا مذہبی سوچ والا شخص اپنے عقائد کو درست سمجھتا ہے۔ اس لیے وہ اپنے مذہب، مکتبہ فکر یا مسلک کے لوگوں کو ہی رفاہ عام کا مستحق سمجھتا ہے اور ان کے لیے کام کرتا ہے، جبکہ عام بھلائی کی سوچ اور جذبہ رکھنے والا شخص اپنے اندر موجود صلاحیتوں کو تمام لوگوں کی بھلائی کے لیے استعمال کرتا ہے اور ایک سے بہتر تعلقات قائم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ایسا انسان ہی مذہب کی اصل روح کو سمجھنے والا اور انسانیت کا خیر خواہ ہے۔

## اس سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ

مذہب عقائد و عبادات کا ایک منظم نظام ہے، جو انسان کے تمام معاملات کو اخلاقی دائرے میں لاتا ہے، جبکہ نفسیات میں انسانی سوچ اور رویوں کے بارے میں سائنسی انداز سے تحقیق کی جاتی ہے۔ کسی بھی بات کے بارے میں انسان جب مذہبی اعتبار سے غور و فکر کرتا ہے تو اس کی سوچ اور کردار پر اس کا گہرا اثر ہوتا ہے۔ کیوں کہ بنیادی طور پر ہر مذہب الہامی پیغام پر

مشتمل ہوتا ہے اور کوئی بھی شخص یہ نہیں چاہے گا کہ وہ اپنے مالک کی مخالفت کرے۔ اس لیے انسان پر مذہب کا بھی نفسیاتی اثر پڑتا ہے کہ وہ مذہب کے احکامات ماننے میں اگرچہ کمزور ہوتا ہے لیکن اس کی مخالفت سے باز رہتا ہے۔

## مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالوں کے مختصر جوابات تحریر کریں۔

1. مذہب کا مفہوم بیان کریں؟
2. نفسیات کا کیا مطلب ہے؟
3. مذہبیت اور عام بھلائی میں کیا فرق ہے؟

(ب) مندرجہ ذیل سوالوں کے تفصیلی جوابات تحریر کریں۔

1. مذہب اور نفسیات میں کون کون سے فرق ہیں؟
2. ”مذہبی تربیت کی بنیاد پیغامِ الٰہی پر مشتمل ہے“ وضاحت کریں۔

(ج) درست جواب پر ”✓“ کا نشان لگائیں۔

1. عقل، فہم اور ادراک کی نعمتیں ملی ہیں:

(الف) انسان کو (ب) جانوروں کو
(ج) نباتات کو (د) پہاڑوں کو

2. عقائد و عبادات کا نظام کہلاتا ہے:

(الف) سیاست (ب) عبادت
(ج) ریاست (د) مذہب

3. انسانی سوچ اور رویوں کا سائنسی انداز میں کھوج لگانے کا نام ہے:

(الف) کیمیا (ب) فزکس
(ج) نفسیات (د) کائنات

4. مذہبی تربیت کی بنیاد ہے:

(الف) مذہب (ب) فلسفہ
(ج) برقی پیغام (د) پیغامِ الٰہی

5. مذہب اور نفسیات بنیادی طور پر اثر انداز ہوتے ہیں:

(الف) رویوں پر (ب) اصولوں پر

(ج) ارادوں پر (د) خوبیوں پر

## سرگرمی برائے طلبہ وطالبات

طلبہ و طالبات مذہب اور نفسیات سے متعلق معلومات جمع کر کے ہفتے کے کسی ایک دن "مذہب اور نفسیات کا انسانی کردار پر اثر" کے عنوان سے مذاکرہ منعقد کریں اور نتائج کو جدا جدا فہرست کی صورت میں اساتذہ کو پیش کریں۔

## ہدایات برائے اساتذہ کرام

- طلبہ و طالبات کو نفسیات کے متعلق معلومات دی جائے اور انھیں بتایا جائے کہ تعلیم و تدریس میں نفسیات کی کیا اہمیت ہے۔
- طلبہ میں انسانوں کی باہمی مہارات (Interpersonal Skills) پیدا کرنے کے لیے انھیں گروپوں میں تقسیم کر کے سبق کے مختلف پیراگراف دیے جائیں تاکہ وہ آپس میں بات چیت کر کے پیراگرافوں میں دیے ہوئے نکتوں کو سمجھ کر کلاس میں پیش کر سکیں۔

### نئے الفاظ اور ان کے معانی

| لفظ | معنی | لفظ | معنی |
|---|---|---|---|
| گامزن | چلنے والا | رفاہ عام | عام لوگوں کی بھلائی |
| کیفیت | حالت، حقیقت | مکتبہ فکر | کسی خاص خیال یا نظریہ کے لوگ |
| تفریق | جدائی، تمیز | مسلک | راہ، راستہ، طریقہ |
| ادراک | عقل | | |

# مذہب کی معاشرتی اور اخلاقی اہمیت

**حاصلاتِ تعلم**

یہ سبق پڑھنے کے بعد طلبہ وطالبات اس قبل ہوں گے کہ وہ:

- معاشرے کی اخلاقی اور معاشرتی بناوٹ میں مذہب کے کردار کی وضاحت کر سکیں۔
- اس بات کو سمجھ سکیں گے کہ مذہب کوئی مسئلہ نہیں ہے بلکہ مسائل کا حل ہے۔
- سیکیولر اخلاقیات کا تصور بیان کر سکیں۔
- سیکیولر اخلاقیات کے بانی اور ان کے اہم کاموں کے بارے میں بتا سکیں۔
- مذہبی اور سیکیولر اخلاقیات میں فرق و تقابل بیان کر سکیں۔

تمام مذہب اپنے پیروکاروں کے لیے پُر امن اور بامقصد زندگی گزارنے کے لیے ایک منظم نظام پیش کرتے ہیں۔ جس کا اخلاقی اور معاشرتی بناوٹ میں تمام اہم کردار ہے۔ وہ انسان جو نفسیاتی رویوں، اخلاقی اقدار، روایات و رسومات، قواعد و قوانین کی بناوٹ میں مدد کرتے ہیں ۔ وہ انسانوں کو روحانی سکون مہیا کرتے ہیں اور ہر پہلو سے ایک خوشحال، ہر ایک کے لیے آسانیاں پیدا کرنے والا اور پر امن معاشرہ قائم کرنے کی بنیاد فراہم کرتے ہیں۔ مذہب درجِ ذیل طریقوں سے ایک اچھا معاشرہ قائم کرنے میں اپنا کردار کرتا ہے:

- مذاہب انسانوں کو معاشرتی بھلائی کے کاموں کے لیے آمادہ کرتے ہیں۔
- وہ معاشرے سے گھریلو جھگڑوں، دھوکا، چوری، نشے بازی اور دوسری برائیوں کو گھٹاتے ہیں۔
- وہ معاشرے کی اخلاقی اور ثقافتی بناوٹ میں اہم کردار ادا کرتے ہیں اور انسانوں کے اخلاقی اعمال کو سدھارتے کے لیے رہنمائی کرتے ہیں۔
- ہر مذہب دوسرے کی جان ومال کی حفاظت اور عزت کرنے کا درس دیتا ہے۔

- وہ انسانوں کو مالکِ حقیقی کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے اور اچھے کام کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔
- وہ خیرات دینے، لوگوں کو اپنی حق حلال کی کمائی میں سے کچھ حصہ غریبوں، یتیموں، بیواؤں اور ضرورت مندوں میں تقسیم کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔
- وہ لوگوں کو خوراک اور مال و دولت کو جمع کرنے، نامناسب نفع لینے سے منع کرتے ہیں اور انھیں سادگی سے زندگی بسر کرنے کی ہدایت کرتے ہیں۔
- وہ لوگوں کو روز مرہ زندگی کی اعلیٰ اخلاقی قدروں پر چلنے، آپس میں محبت اور بھائی چارہ رکھنے اور دوسروں کے جذبات کا احترام کرنے کے لیے حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔
- وہ لوگوں کو دنیوی اور دینی تعلیم حاصل کرنے کی ہدایت کرتے ہیں۔
- وہ زندہ چیزوں پر رحم کھانے اور عام انسانوں کے ساتھ بھلائی کرنے اور کسی لالچ کے بغیر خدمت کرنے کا جذبہ ابھارتے ہیں۔
- وہ حق اور سچ کی راہ پر چلنے کی ہمت پیدا کرتے ہیں اور آپس میں معاف کرنے اور خود اعتمادی پیدا کرنے کی ہدایت کرتے ہیں۔

ان تمام باتوں کی وجہ سے کہا جا سکتا ہے کہ مذہب کوئی مسئلہ پیدا نہیں کرتا ہے بلکہ وہ بہت سارے مسائل کا حل تلاش کرنے میں مدد فراہم کرتا ہے۔ اس لیے جب بھی معاشرے میں مسائل پیدا ہو جائیں تو ان کا حل مذہبی تعلیمات میں تلاش کیا جائے۔

ہر دور میں مذہب معاشرے کا اہم حصہ رہا ہے اگرچہ تمام مذاہب کے عقائد ایک دوسرے سے علیحدہ ہیں لیکن وہ ہر معاشرے کے لیے کسی نہ کسی صورت میں کارآمد ہوتے ہیں۔ قدیم دور سے مذہبی علامات اور رسومات معاشرے کا حصہ رہی ہیں، ان تمام رسومات، حالات اور ماحول نے انسانی کردار پر اپنے اثرات چھوڑے ہیں اور ہر سماج میں مذہب کی معاشرتی اور اخلاقی اہمیت نمایاں رہی ہے۔

**اخلاقیات اور سیکولر اخلاقیات:** اخلاقیات کے لیے استعمال ہونے والا انگریزی لفظ Ethics یونانی لفظ Ethos سے لیا گیا ہے، جس کے معنی رسم، عادات، کردار اور خداداد صلاحیت کے درست استعمال کے ہیں، علمِ اخلاقیات ایسے اصول و قواعد سے متعلق بحث کرتا ہے جس میں معلوم کیا جاتا ہے کہ فرد یا معاشرے کے لیے کون سی بات صحیح ہے اور کون سی غلط۔ اس کو اخلاقی فلسفہ بھی کہا جاتا ہے۔ عظیم یونانی مفکر سقراط کو بابائے اخلاقیات کہا جاتا ہے۔

## اخلاقیات کی اہم شاخیں:

**نیکی کے اصولوں پر مشتمل اخلاقیات (Virtue Ethics):** اخلاقیات کی اس قسم کا اہم اصول یہ ہے کہ ہر عمل کے لیے ذہن کی پاکیزگی، اعلیٰ کردار اور ایمان داری والی سوچ رکھنا ضروری ہے۔

**نتائج کے اصول پر مشتمل اخلاقیات (Consequentailist Ethics):** اس اخلاقیات کا اہم اصول یہ ہے کہ ایسا عمل کیا جائے جس کا نتیجہ سب کے لیے مفید ثابت ہو۔

**وجوبی اخلاقیات (Deontological Ethics):** اس اخلاقیات کا یہ اہم اصول ہے کہ نتیجہ کی فکر کیے بغیر ہر عمل فرض ادائی کے جذبے سے کیا جائے۔ چاہے کچھ بھی ہو جائے انصاف کرنا لازمی ہے۔

**مذہبی اخلاقیات (Religious Ethics):** اس اخلاقیات میں کسی بھی عمل کے لیے اس کا مذہبی نقطۂ نظر دیکھا جاتا ہے کہ وہ مذہبی تعلیمات یا رسم و رواج کے مطابق ہے یا نہیں۔

**سیکولر اخلاقیات (Secular Ethics) :** سیکولر یا غیر مذہبی اخلاقیات کی بنیاد ذہانیت، روحانی شعور، منطق، ادراک، اخلاقی وجدان اور ذہنی صلاحیت سے تعلق رکھنے والے اعمال پر ہوتی ہے۔ جس میں کسی بھی مذہب سے تعلق رکھنا ضروری نہیں ہوتا۔ یہ صرف انسانیت اور آزاد سوچ کے اصولوں پر چلنے کے لیے حوصلہ افزائی کرتی ہے۔

اس کے علاوہ اخلاقیات کی دیگر اقسام میں مختلف شعبہ جات سے متعلق اصول و قواعد میں رہنمائی کرنے والی اخلاقیات کی شاخیں بھی شامل ہیں۔ مثلاً: معاشی اخلاقیات، طبی اخلاقیات اور کھیلوں کی اخلاقیات وغیرہ۔

سیکولر اخلاقیاتی نظام میں معاشرتی تعلقات، اعلیٰ اخلاقی اقدار اور فطری سمجھ بوجھ والی کیفیت کو اہمیت دی جاتی ہے جس کو موجودہ دور میں سائنسی سوچ کہا جاتا ہے۔

اس میں کسی بھی بات کو محض کسی کے کہنے پر نہیں مان لیا جاتا بلکہ کیا، کیوں، کیسے اور کس لیے کی نوعیت کے سوالوں کے جوابات پر دل و دماغ کی تسلی کے بعد اس کو قابل قبول تصور کیا جاتا ہے، سیکولر اخلاقیات کا سنہری اصول عدم تشدد ہے، جس میں اپنے حقوق کے حصول کے لیے لڑائی جھگڑے کے بجائے عدم تشدد والے طریقوں کو اپنانے پر زور دیا جاتا ہے۔

## سیکولر اخلاقیات کی اہم شخصیات اور ان کی خدمات:

**امانیول کانٹ (Immanuel Kant):** ایک جرمن فلسفی ہے جس نے اس موضوع پر گراؤنڈ ورک آن میٹافزکس آف مورلس (Groundwork of the metaphysics of Morals) نامی کتاب لکھی۔ کانٹ کا خیال ہے کہ اخلاقیات کی بنیاد فطری قوانین پر ہونی چاہیے اور انسان کو ہر عمل نیک نیتی سے کرنا چاہیے۔ اسے یہ کام کسی اعلیٰ مقدس ہستی کو خوش کرنے یا

سزا و خوف کے پیش نظر نہیں بلکہ اپنا فریضہ سمجھ کر کرنا چاہیے۔

تھر وویلوور(Thiruvalluvar): یہ جنوبی ہندستان کا تامل فلسفی تھا جس نے "دی کرال" (The Krawl) نامی کتاب تحریر کی، جو ۱۳۳۰ اقوال پر مشتمل ہے جس میں نیکی، دولت اور محبت کے بارے میں مختصر نصیحتیں بیان کی گئی ہیں، "دی کرال" اخلاقیات کی اہم کتاب سمجھی جاتی ہے۔

جارج جیکب ہولینک (George Jecon Holyoke): یہ ایک انگریز فلسفی ہے جس نے سیکولر اخلاقیات سے متعلق "انگلش سیکولرازم" (English Secularisim) نامی کتاب تحریر کی ، یہ وہ واحد شخص ہے جس نے سب سے پہلے لفظ "سیکولر" تحریر کیا ہے۔ اس کا نظریہ ہے کہ ان تمام افکار کو ترقی دی جائے، جو مذہب سے الگ ہوں اور ان میں مذہبی عقائد پر رد یا تنقید نہ کی گئی ہو۔

فریڈرک نطشے(Fridrich Nietzsche): یہ جرمن فلسفی تھا جس کی اس موضوع سے متعلق تین کتابیں ہیں، آن دی جینیالاجی آف مورالس(On the Genealogy of Morals)۔ ۲۔ بیانڈ گڈ اینڈ ایول (Beyond Good and Evil) اور ۳۔ دس اسپوک ورتھ(Thus Spoke Zarath) ہیں۔ اس کا کہنا ہی کہ جو چیز ہر ایک کے لیے کارآمد اور مددگار ہو وہ اچھی ہے اور جو نقصان کار ہو وہ خراب ہے۔

جان اسٹیورٹ مل(J.S.Mill): یہ ایک انگریز فلسفی تھا، جس نے یوٹیلٹرین ازم(Utilitarianism) نامی کتاب لکھی ہے، اس کا خیال ہے کہ ایسا کام کیا جائے جس کا نتیجہ سب کیے لیے اچھا ہو۔

مذہبی اخلاقیات اور سیکولر اخلاقیات میں بنیادی فرق یہ ہے کہ مذہبی اخلاقیات، مذہبی کتابوں میں بیان کردہ اخلاقی اصولوں کو اپنانے پر زور دیتی ہے جبکہ سیکولر اخلاقات میں اخلاقی اقدار کو مذہب سے الگ رکھا جاتا ہے۔ ریاست کے معاملات میں چرچ، مندر اور دیگر مذہبی اداروں کو جدا رکھا جاتا ہے۔

## اس سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ

اخلاقیات کے لیے مستعمل انگریزی لفظ Ethics یونانی زبان کے لفظ Ethos سے لیا گیا ہے جس کے معنی رسم، عادت اور کردار۔ سقراط کو بابائے اخلاقیات کہا جاتا ہے۔ اخلاقیات اپنے افکار و مفہوم کے اعتبار سے نیکی والی اخلاقیات، نتیجے والی اخلاقیات، وجوبی اخلاقیات، مذہبی اخلاقیات اور سیکولر اخلاقیات میں تقسیم ہوتی ہے۔ سیکولر یا غیر مذہبی اخلاقیات میں معاشرتی آداب، اخلاقی اقدار اور فطری سمجھ بوجھ والی صفت کو اہمیت دی جاتی ہے۔ دنیا کے مشہور فلسفی مثلاً: امانیول کانٹ، جے۔ ایس مل، تھر وویلوور اور نطشے نے سیکولر اخلاقیات میں اہم خدمات سرانجام دی ہیں۔

## مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالوں کے مختصر جوابات تحریر کریں۔

1. اخلاقیات کی تعریف کیا ہے؟
2. وجوبی اخلاقیات کا نظریہ کس نے پیش کیا؟
3. سیکولر اخلاقیات کا مفہوم کیا ہے؟
4. مذہبی اور سیکولر اخلاقیات میں کیا فرق ہے؟
5. سیکولر اخلاقیات سے متعلق لکھی گئی کوئی بھی تین کتابوں کے نام تحریر کریں؟

(ب) مندرجہ ذیل سوالوں کے تفصیلی جوابات تحریر کریں۔

1. اخلاقیات اور اس کی اقسام وضاحت سے بیان کریں؟
2. معاشرتی اور اخلاقی اعتبار سے مذہب کی کیا اہمیت ہے؟

(ج) درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں۔

1. معاشرے اور اخلاق کی تشکیل میں اہم کردار ہے:

(الف) مذہب کا　　(ب) ریاست کا
(ج) اخلاق کا　　(د) سیاست کا

2. انگریزی لفظ Ethics لیا گیا ہے:

(الف) انگریزی سے　　(ب) یونانی سے
(ج) عربی سے　　(د) اردو سے

3. لفظ "سیکولر" سب سے پہلے جس مصنف نے تحریر کیا وہ تھا:

(الف) ارسطو　　(ب) سقراط
(ج) امام غزالی　　(د) جان جیکب ہولیک

4. مشہور فلسفی امانیول کانٹ تعلق رکھتے تھے:

(الف) پاکستان سے　　(ب) انڈیا سے
(ج) آمریکا سے　　(د) جرمنی سے

## سرگرمی برائے طلبہ وطالبات

سیکولر اخلاقیات کے موضوع میں طلبہ وطالبات میں سے ہر ایک کو درجِ ذیل عنوانات پر ایک ایک صفحہ لکھیں:

- سیکولر اخلاقیات کے بارے میں لکھی ہوئی کتابوں کے نام اور ان پر مختصر تبصرہ۔
- سیکولر اخلاقیات کے فلسفوں کے بارے میں
- سیکولر اخلاقیات کی خصوصیات۔

## ہدایات برائے اساتذہ کرام

طلبہ وطالبات کو رہنمائی فراہم کی جائے کہ وہ اخلاقیات اور خاص طور سے سیکولر اخلاقیات کے بارے میں معلومات اور کتابیں کہاں سے اور کس طرح حاصل کر سکتے ہیں۔

نئے الفاظ اور ان کے معانی

| لفظ | معنی | لفظ | معنی |
|---|---|---|---|
| منطق | گفتگو، بات چیت | ادراک | عقل |
| وجدان | جاننا، دریافت کرنے کی قوت | کیفیت | حالت |
| ترغیب | شوق، لالچ | کارآمد | کام آنے والا |

# بحرانوں کو حل کرنے میں مذہب کا کردار

**حاصلاتِ تعلم**

یہ سبق پڑھنے کے بعد طلبہ وطالبات اس قابل ہوں گے کہ وہ:

- معاشرے اور قوم کے وسیع تر اصول / معیارات اپنا سکیں۔
- قومی اور ثقافتی تنوع کو ایک ساتھ اپنا سکیں۔
- بحرانوں کے اسباب جان سکیں۔
- بحرانوں کو ختم کرنے کے یے اپنے اندر صبر، برداشت اور تحمل جیسی صفات پیدا کر سکیں۔
- صورتحال پر قابو پانے کے لیے کسی اہم مذہبی شخصیت کی جیون کہانی کی کتاب سے ایک دو صفحات چن سکیں۔

کسی گاؤں میں سائیں ڈنو نامی ایک بڑھئی رہتا تھا جس کا ذریعہ معاش لکڑی کا کام ہی تھا۔ اس کا کنبہ پانچ افراد پر مشتمل تھا، روزانہ سائیں ڈنو اس کام سے اتنا کما لیتا تھا جس سے اس کے گھر کا خرچہ چلتا رہتا تھا۔ لیکن اچانک روزانہ استعمال کی اشیا بازار میں کم ہو گئیں اور ان کی قیمتیں بڑھ گئیں اور پھر سب لوگ مہنگائی کی چکی میں پسنے پر مجبور ہو گئے، مزدور طبقے کی تنخواہوں میں اضافی بجائے کمی ہو گئی جس کا اثر سائیں ڈنو پر بھی ہوا۔ اب اس کا گزر بسر بھی مشکل ہو گیا۔

ایک دن جب وہ چکی سے گندم کا آٹا خریدنے گیا تو چکی مالک نے اسے مہنگے داموں پر آٹا دیا۔ جب بڑھئی نے اس سے اتنی مہنگائی کا سبب پوچھا تو وہ کہنے لگا کہ ہمیں گندم نہیں ملتی اس لیے آٹے کا بحران ہو گیا ہے۔ سائیں ڈنو نے سوچا اس سال گندم کی پیدائش تو اچھی ہوئی تھی پھر اس بحران کا مطلب کیا ہو سکتا ہے۔ اسے یہ بات سمجھ میں نہیں آئی۔

شام کو جب سائیں ڈنو اپنے پڑوسی دوست ماسٹر سانول سے گپ شپ کرنے اس کے پاس پہنچا تو باتوں باتوں میں ماسٹر سے پوچھنے لگا بحران کا مطلب کیا ہوتا ہے؟ ہر روز کوئی نہ کوئی بحران سننے میں آ رہا ہے۔ کیا اس کا کوئی حل بھی ہے اور اس کو اسباب کون سے ہیں؟ سائیں ڈنو نے اپنے دل کا غبار ماسٹر کے سامنے نکال دیا۔

ماسٹر سانول نے سائیں ڈنو کو سمجھایا، بھائی، حقیقت یہ ہے کہ اس سال جب گندم کی فصل تیار ہو کر بازار میں پہنچی تو کچھ بڑے بڑی بیوپاریوں نے زمین داروں سے زیادہ مقدار میں گندم خرید کر کے اپنے گوداموں میں ذخیرہ کر لی اور پھر سرکار

کے محکمہ خوراک کو بھی سرکاری نرخ پر نہیں بیچی جس سے بازار میں گندم کی قلت ہو گئی، سرکاری گوداموں سے جب چکیوں کو گندم فراہمی نہیں ہوئی تو انھوں نے بازار سے مہنگے داموں گندم خریدی اور آٹا مہنگا ہو گیا۔ جس کو آٹے کا بحران کہا جاتا ہے۔

اگرچہ یہ مصنوعی قلت ہے، جس کی وجہ سے آٹا ملنا مشکل ہو گیا ہے اس کا واحد سبب ذخیرہ اندوزی ہے۔ اسی طرح کچھ روز قبل ملک میں چینی کا بحران پیدا ہو گیا تھا اور بازار میں چینی مہنگی ہو گئی تھی۔ پھر عالمی وبا کورونا وائرس کی وجہ سے لوگوں کو گھروں تک محدود ہونا پڑا تھا۔ تمام ممالک کے کاروبار اور تجارت بند ہو گئی تھی۔ لوگ معاشی تنگی میں پھنس گئے تھے اور دنیا کے بہت سے ممالک معاشی بحران کا شکار ہو گئے تھے۔

مختلف ممالک میں پیدا ہونے والے بحرانوں کے اسباب بھی مختلف ہوتے ہیں، جن میں سے بعض قدرتی طور پر رونما ہونے والی تبدیلیوں کے باعث ہوتے ہیں جبکہ بعض بحرانوں میں انسانی ہاتھ ہوتے ہیں۔ ان تمام بحرانوں کو ختم کرنے کے لیے ہمیں مل کر کوشش کرنی چاہیے۔

بحرانوں کو روکنے اور ان کے حل میں مذہب اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ مذہبی تعلیمات پر پختگی سے عمل کرنے سے انسان میں خوف خدا، حب الوطنی اور عام لوگوں سے بھلائی کرنے کا جذبہ پیدا ہو گا۔ لوگوں کا آپس میں اتحاد و اتفاق بڑھے گا اور وہ ثقافتی گروہوں کے مختلف ہونے سے لطف اندوز ہونے کا جذبہ پیدا ہو گا۔ ان میں ذاتی سوچ کے بدلے قومی سوچ پیدا ہو گی اور اشیا کی ذخیرہ اندوزی کا رجحان کم ہو گا۔ عوامی احتجاج کے خوف سے زمین دار بھی سرکاری قانون اور نرخ کے مطابق اپنی پیداواری اشیا بازار اور حکومت کو فروخت کریں گے۔ عوام بھی بحرانوں کے حل ہونے تک آپس میں اتفاق، صبر و تحمل اور مستقل مزاجی کا مظاہرہ کریں گے ساتھ ہی ان کے حل کے لیے مذہبی کتابوں اور پیشواؤں سے رہنمائی حاصل کرنے کی کوشش کریں گے کیوں کہ مذہب کے پاس تمام بحرانوں کا حل موجود ہے۔ ضرورت صرف اس سے ہدایت حاصل کرنے کی ہے۔

ماسٹر سانول کی باتیں سن کر سائیں ڈنو نے کہا: ماسٹر صاحب! آپ نے مجھے بحرانوں کا مفہوم، اس کے پیدا ہونے کے اسباب اور ان سے بچنے سے متعلق بہت قیمتی باتیں بتائی ہیں۔ اب ہم گاؤں کے لوگوں میں ان باتوں کی آگہی پھیلانے اور ان میں شعور پیدا کرنے کے لیے مل کر کوشش کریں گے۔

## اس سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ

گاؤں کا ایک آدمی جب چکّی سے آٹا خریدنے گیا تو عام قیمت سے زیادہ مہنگا ملنے پر وہ چکی کے مالک سے بحث کرنے لگا کہ اتنا مہنگا آٹا فروخت کرنے کا کیا سبب ہے۔ اس نے جواب دیا کہ گندم کا بحران ہو گیا ہے۔ گندم کی قلت کی وجہ سے آٹا مہنگا ہو گیا ہے۔ اس نے جب معلوم کیا تو اسے اپنے دوست سے پتا چلا کہ کسی چیز کی مصنوعی قلت ظاہر کر کے بازار میں اس کو مہنگے داموں بیچنے کا ماحول پیدا کیا جاتا ہے جسے بحران کہا جاتا ہے جو بڑے بڑے تاجروں کی غیر قانونی سرگرمیوں کی وجہ سے پیدا ہوتا

ہے۔ حکومت کو معاشرے میں لا اینڈ آرڈر اور نگرانی کے نظام کو بہتر بنانا چاہیے اور عملی طور پر ایسے اسباب ختم کرنے چاہیئں جن کی وجہ سے یہ بحران جنم لیتے ہیں۔

## مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالوں کے مختصر جوابات تحریر کریں۔

1. ذخیرہ اندوزی کا مطلب کیا ہے؟
2. بحران کا مفہوم کیا ہے؟
3. ملکی اور عالمی بحران میں کیا فرق ہے؟
4. جدید دوَر کے ان بحرانوں کی مثالیں پیش کریں جن سے عوام متاثر ہوا ہے؟
5. بحرانوں کے حل میں مذہب کا کیا کردار ہے؟

(ب) مندرجہ ذیل سوالوں کے تفصیلی جوابات تحریر کریں۔

1. سائیں ڈنو نے بحران کا مطلب کس طرح سمجھا؟
2. بحران کے اسباب کیا ہوتے ہیں؟
3. آپ کے خیال میں کسی بھی بحران کو ختم کرنے کا کیا طریقہ ہو سکتا ہے؟

(ج) درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں۔

1. بحران کے متعدد اسباب میں سے ایک سبب ہے:

(الف) مصنوعی قلت (ب) مصنوعی کام کاج
(ج) مصنوعی فن (د) مصنوعی علاج

2. بحران کے حل ہونے تک عوام کو کرنا چاہیے:

(الف) احتجاج (ب) صبر و تحمل
(ج) محنت (د) آہ وزاری

3. بازار میں چیزیں مہنگی ہوتی ہیں جب ان کی:

(الف) پیداوار کم ہوتی ہے (ب) طلب بڑھتی ہے
(ج) حکومت تبدیل ہوتی ہے (د) عوام سست ہوتی ہے

4. سائیں ڈنو بازار سے خرید نے گیا تھا:

(الف) چینی (ب) نمک

(ج) آٹا (د) کپڑے

5. بحران کے حل میں مدد گار ہو سکتی ہے:

(الف) سیاست (ب) سائنس

(ج) فنی تعلیم (د) مذہبی تعلیم

## سرگرمی برائے طلبہ و طالبات

طلبہ و طالبات کی معلومات میں اضافہ کرنے کے لیے اسکول کی طرف سے ایک سیمینار کا اہتمام کیا جائے، جس میں ماہرین معاشیات کو "بحران، اس ان کے اسباب اور اس کے حل" کے عنوان پر لیکچر دینے کی درخواست کی جائے۔ طلبہ و طالبات اس لیکچر کی روشنی میں ذیل کے عنوانات پر نوٹس تیار کریں: * بحران کیا ہے؟ * بحران کی اقسام کیا ہیں؟ * بحرانوں کے اسباب کیا ہیں * بحرانوں کو حل کرنے کے طریقے کیا ہیں۔

## ہدایات برائے اساتذہ کرام

طلبہ و طالبات کے سامنے ایسی مثالیں پیش کی جائیں جن سے ظاہر ہو کہ مذہبی تعلیمات پر عمل کرنے سے کسی بھی مشکل سے کیسے نکلا جاسکتا ہے۔

| نئے الفاظ اور ان کے معانی | | | |
|---|---|---|---|
| لفظ | معنی | لفظ | معنی |
| کنبہ | خاندان | نرخ | قیمت، مول |
| وبا | وہ بیماری جو ہوا کے خراب ہو جانے سے پھیلتی ہے۔ | معاشی تنگی | پیسے کی کمی |
| مستقل مزاجی | وہ جس کی طبیعت میں مضبوطی ہو | تنوع | مختلف رنگ کا ہونا |
| غبار | گرد، دھول، خاک | | |

# گناہ اور جُرم کا تصور

**حاصلاتِ تعلم**

یہ سبق پڑھنے کے بعد طلبہ وطالبات اس قابل ہونگے کہ وہ:

- گناہ اور جرم کا مفہوم معلوم کر سکیں۔
- گناہ اور جرم کے فرق کو بیان کر سکیں۔
- اہم مذاہب میں گناہ شمار کیے گئے اعمال اور ان کی یکسانیت بیان کر سکیں۔
- ان بات کی وضاحت کر سکیں گے کہ جرم گناہ کب بنتا ہے اور گناہ کس طرح جرم ہوتا ہے۔
- گناہ اصلی اور گناہ کبیرہ کی وضاحت کر سکیں۔
- واضح کر سکیں کہ ٹیکسز میں بدعنوانی کرنا جرم ہے یا گناہ۔
- جرأت سے کہہ سکیں کہ "کرپشن نامنظور" تمباکو نوشی نامنظور۔

ایک مشہور کہاوت ہے کہ "انسان خطا کا پتلا ہے"۔ جس کا مطلب ہے کہ چند گنی چنی اعلیٰ ہستیوں کو چھوڑ کر ایسا کوئی بھی انسان نہیں ہے جس سے کبھی کوئی خطا یا غلطی نہ ہوئی ہو۔ خطاؤں کے بھی درجات ہوتے ہیں، بعض خطائیں در گزر کرنے کے قابل اور بعض پشیمانی کا اظہار کرنے، اقرار کرنے اور معافی طلب کرنے سے قابل معافی ہوتی ہیں جبکہ بعض ناقابل معافی اور قابل سزا ہوتی ہیں جن کو "جرم" یا "گناہ" کے زمرے میں شامل کیا جاتا ہے۔

**گناہ (Sin):** مالکِ حقیقی کے احکامات کی خلاف ورزی اور مذہبی قوانین کی مخالفت کرنے والے عمل کا نام "گناہ" ہے۔ جھوٹ، دھوکا، لالچ، چغلی، غیبت، غصہ، حسد، کینہ، ناشکری، ملاوٹ، ناپ تول میں کمی، گھٹیا چیزوں کو دھوکے سے عمدہ دکھانا، دوسرے کا حق مار کر ترقی حاصل کرنا، الزام بازی اور فخر کرنا وغیرہ گناہ تصور ہوتے ہیں۔

**جرم (Crime):** ریاست کے مروجہ قوانین کی خلاف ورزی کرنے والے عمل کا نام "جرم" ہے۔ غیر قانونی اور غیر اخلاقی سرگرمیاں، مثلاً: چوری، ڈکیتی، قتل، دوسرے کی زمین یا جائداد پر قبضہ کرنا، کسی کمزور، ناسمجھ، یتیم یا بیوہ کی ملکیت غصب کرنا، ظلم وزیادتی، ذخیرہ اندوزی، رشوت، ناانصافی اور ناجائز منافع خوری وغیرہ بڑے گناہ اور جرم تصور کیے جاتے ہیں، ہر ملک میں

اس قسم کی مجرمانہ سرگرمیوں پر سزائیں مقرر ہیں۔

**گناہ اور جرم میں فرق:** گناہ مالکِ حقیقی کے احکامات یا مذہبی قوانین کی خلاف ورزی کو کہا جاتا ہے، اگر کسی شخص نے مالکِ حقیقی کا کوئی حکم توڑا ہے اور اس میں کسی دوسرے انسان کی حق تلفی شامل نہیں ہے تو ایسا گناہ قابل معافی ہوتا ہے، بشرطے کہ گنہ گار اپنا گناہ تسلیم کرے۔ معافی طلب کرے اور آیندہ نہ کرنے کا عزم کرے تو اس کا گناہ معاف ہو جاتا ہے کیونکہ مالکِ حقیقی معاف کرنے والا اور بہت بڑا مہربان ہے۔ جب کہ ملک و ریاست کی طرف سے اصولوں کی روشنی میں بنائے ہوئے قوانین و اصولوں کے توڑنے کو جرم کہا جاتا ہے جس پر سخت سزائیں مقرر ہوتی ہیں۔ جو اس کے جرم کی نوعیت کو دیکھ کر نافذ کی جاتی ہیں، مجرم کو سزا ملنا انتہائی ضروری امر ہے کیونکہ مجرم کو سزا نہ ملنے کی وجہ سے عوام میں سے قانون کا احترام جاتا رہے گا اور مجرم قسم کے لوگ جرم کرنے سے نہ گھبرائیں گے۔ اس لیے وہ ناقابل معافی ہوتے ہیں۔

دنیا کے اہم مذاہب کی مقدس کتابوں میں جو کام گناہ بتائے گئے ہیں ان کی وضاحت کچھ اس طرح ہے:

اسلام میں جھوٹ، لالچ، بے جا ملکیت جمع کرنا، تکبّر، فخر، غصہ، حرص و ہوس، عیش پرستی، غیبت، ناشکری اور شراب نوشی وغیرہ گناہ تصور کیے جاتے ہیں۔

مسیحیت میں فخر، لالچ، غصہ، حسد، کینہ، ضرورت سے زیادہ ملکیت اور کھانے کی چیزوں کو جمع کرنا یا استعمال کرنا، دکھاوا کرنا، شان وشوکت دکھانا، سُستی اور رحمت خداوندی سے ناامید ہونا وغیرہ گناہ شمار کیے جاتے ہیں۔

سناتن دھرم میں غصہ، ہوس، لالچ، مال ملکیت میں دل چسپی، خود پسندی، فخر کرنا، حسد، بغض اور کینہ جوا کھیلنا، اشیا میں ملاوٹ کرنا، دوسرے کی عزت پر بری نظر کرنا، اور دوسرے کے لیے بدخواہی وغیرہ گناہ کے کام سمجھے جاتے ہیں۔ اسی طرح بودھ دھرم، جین دھرم اور سکھ دھرم میں بھی اوپر بیان کردہ باتوں کو گناہ اور برا کام تصور کیا جاتا ہے۔

اسی طرح ان گناہوں کو تمام اہم مذاہب میں ناجائز اور بُرا عمل قرار دیا گیا ہے ہر جرم گناہ نہیں ہوتا، لیکن اگر کوئی شخص برے عمل کی شدت معلوم ہوتے ہوئے جان بوجھ کر وہ کرتا ہے تو وہ گناہ ہی ہوتا ہے۔ اگر کوئی جرم کا کام غلطی یا نہ چاہتے ہوئے سرزد ہو جائے تو اسے گناہ سمجھا جا سکتا ہے۔ ٹیکسز دینے والی عوام کا پیسا خرد برد کرنا بہت بڑا گناہ اور ناقابل معافی جرم ہے۔ ہر ایسا گناہ جس پر موت سے پہلے پچھتاوا نہ ہو۔ وہ شیطانی عمل اور گناہ کبیرہ ہوتا ہے۔ اسی طرح ہر ایسی برائی جسے بار بار دہرایا جائے یا جس عمل کی مذہبی کتابوں میں سخت سزا بتائی گئی ہو وہ بھی گناہ کبیرہ کہلاتا ہے۔ ایسے برے اعمال کے ارتکاب کے بعد بھی اگر کوئی شخص مالکِ حقیقی سے معافی نہیں طلب کرتا تو وہ رحمت خداوندی سے دور ہو جاتا ہے۔

گناہ اصلی سے وہ نافرمانی والا عمل مراد ہے جو سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام سے سرزد ہوا جب آپ نے غلطی سے مالکِ حقیقی کی طرف سے منع کردہ درخت کا پھل کھالیا تھا، اس خلاف ورزی کی وجہ سے آپ کو جنت سے زمین پر بھیج دیا گیا،

یہ نافرمانی والی جبلی عادت ہر انسان کو ورثے میں ملی ہے جس کو خاندانی برائی بھی کہا جاتا ہے۔

ہم سب کو اس طرح کے گناہوں اور جرموں سے بچنا چاہیے اور "تمباکو نوشی نامنظور"، کرپشن و بدعنوانی نامنظور، کی طرح یہ اعلان بھی کرنا چاہیے کہ "ہر معاشرتی برائی نامنظور۔"

## اس سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ

انسانی عمل کی دو حیثیتیں ہیں۔ پہلی: نیک کام دوسری برے کام، جب کوئی آدمی مذہبی پابندیوں کی خلاف ورزی کرتا ہے، تو وہ گناہ کہلاتا ہے اور جب ملکی قانون کے برخلاف کوئی کام ہوتا ہے، تو اسے جرم کہا جاتا ہے۔ جو مذہبی اعتبار سے گناہ ہی ہوتا ہے۔ گناہ کا تصور مذہب اور جرم کا تصور قانون کی طرف سے ہوتا ہے۔ لیکن یہ دونوں کبھی کبھی ایک دوسرے کی معنی میں بھی استعمال ہوتے ہیں، ناحق کسی کا حق غصب کرنا، چوری، ڈکیتی، بدکاری، شراب نوشی، بدعنوانی اور ہتک عزت سخت گناہ ہیں، جن کے لیے ملکی قانون میں سزائیں مقرر ہیں اس لیے یہ بھی جرم ہیں، جس برے کام کی جتنی زیادہ سخت سزا ہو گی وہ اتنا بڑا گناہ تصور ہوتا ہے۔

## مشق

**(الف) مندرجہ ذیل سوالوں کے مختصر جوابات تحریر کریں۔**

1. گناہ کبیرہ کسے کہا جاتا ہے؟
2. گناہ اصلی کا مطلب کیا ہے؟
3. انسان کو "خطا کا پتلا" کیوں کہا جاتا ہے؟
4. جرم، گناہ کیسے بنتا ہے؟
5. آپ کے خیال میں معاشرے کو گناہوں اور جرموں سے کیسے محفوظ کیا جا سکتا ہے؟

**(ب) مندرجہ ذیل سوالوں کے تفصیلی جوابات تحریر کریں۔**

1. گناہ کے بارے میں مذاہب کا کیا تصور ہے؟
2. جرم اور گناہ میں کیا فرق ہے؟
3. وہ کون سے کام ہیں جو ہر مذہب میں گناہ تصور کیے جاتے ہیں؟

(ج) درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں۔

1. اگر مجرم کو سزا نہیں ملے گی تو معاشرے میں:

(الف) قانون کا احترام نہیں رہے گا (ب) بدامنی بڑھتی رہے گی
(ج) مجرم زیادہ جرم کریں گے (د) یہ سب

2. قانون کی خلاف ورزی کرنے کا نام ہے:

(الف) سیاست (ب) جرم
(ج) فرض (د) گناہ

3. گناہ کبیرہ کا مطلب ہے:

(الف) جس بات پر پچھتاوانہ ہو (ب) جس پر مذہب نے سخت سزا مقرر کی ہو
(ج) باربار برائی کے کام کرنا (د) یہ سب

4. کرپشن یا بدعنوانی کا شمار ہوتا ہے:

(الف) گناہوں میں (ب) جرموں میں
(ج) گناہ کبیرہ میں (د) یہ سب

5. حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے نکال کر بھیجا گیا:

(الف) آسمان پر (ب) زمین پر
(ج) عرش پر (د) فرش پر

## سرگرمی برائے طلبہ وطالبات

طلبہ وطالبات کو دو گروہوں میں تقسیم کر کے ذیل کے عنوانات پر "ہوم ورک" مکمل کرنے کا کہا جائے، کام مکمل کر کے دونوں گروپ کمرہ جماعت میں پیش کریں:

| گروپ (الف) | گروپ (ب) |
|---|---|
| جرم اور اس کی اقسام | گناہ اور اس کی اقسام |
| جرم کی مختلف صورتیں اور سزائیں | مختلف مذاہب میں گناہ اور ان پر سزائیں |
| دنیا کے بڑے جرم | گناہ اور ان سے معافی کا طریقہ |

## ہدایات برائے اساتذہ کرام

طلبہ و طالبات کو گناہ یا جرم کا تقابل سمجھایا جائے، اگر کوئی شخص اپنے ذہن میں، ان میں سے کسی ایک کو نقش کر لیتا ہے تو اس کے کردار پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

| نئے الفاظ اور ان کے معانی | | | |
|---|---|---|---|
| لفظ | معنی | لفظ | معنی |
| حق تلفی | حق ختم کرنا | نافذ | جاری ہونے والا |
| ارتکاب | اختیار کرنا، عمل کرنا | جبلی | پیدائشی |
| بدعنوانی | ایسے برے کام جو معاشرے میں جرائم کو مدد ملے | بدخواہی | برا چاہنے والا |

# دنیا کے مذاہب

## تدریسی معیارات

یہ باب پڑھنے کے بعد طلبہ و طالبات سے امید کی جاتی ہے کہ وہ:

- جان سکیں گے کہ جین دھرم ایک عالمی مذہب ہے۔
- تسلیم کر سکیں کہ جین دھرم کی تعلیمات دیگر مذاہب سے مختلف نہیں ہیں۔
- سمجھیں گے کہ خواہشوں کو محدود کرنا ہی مناسب عمل ہے۔
- ایسے کردار کا عملی مظاہر کر سکیں جو ہر ایک کے لیے فائدہ مند ہو۔
- چوبیسویں تیر تھنکر "مہاویر بھگوان" کی تعلیمات کو اپنا سکیں۔

دنیا کے اہم مذاہب میں سے جین دھرم بھی ایک عالمی مذہب ہے۔ جو اپنی منفرد حیثیت کا رکھتا ہے، جس کا اہم اصول اہنسا ہے۔ اہنسا کا مطلب ہے "کسی بھی جاندار چیز کو تکلیف نہ دینا۔" جس میں انسان اور جانوروں کے علاوہ کیڑے مکوڑے، بیل بوٹے اور درخت بھی شامل ہیں۔ اس لیے جینی گوشت اور زمین سے پیدا ہونے والی ہر چیز کو استعمال کرنے سے پرہیز کرتے ہیں۔

اس دھرم کا پیشوا تیرتھنکر ہوتا ہے، جس کی تعلیمات پر چلنے سے لوگوں کو دھرمی تعلیمات مکمل کرنے میں مدد ملتی ہے۔ ان میں سے آخری تیر تھنکر بھگوان مہاویر ہے جو دھرمی تپسیا کرتے ہوئے بہتّر برس کی عمر میں وفات کر گیا۔

باب کے اس حصے میں جین دھرم اور بھگوان مہاویر کا تفصیلی تعارف شامل کیا گیا ہے۔

# جین دھرم

## (تعارف اور ترقی)

### حاصلاتِ تعلم

یہ سبق پڑھنے کے بعد طلبہ وطالبات اس قابل ہوں گے کہ وہ:

- جان سکیں کہ جین دھرم کی بنیاد کہاں اور کب ہوئی۔
- جان سکیں کہ جین دھرم کو ماننے والے "جین" کہلاتے ہیں۔
- لفظ "جین" کی اصلیت اور تیر تھنکر اصطلاح کے معنی اور تصور بیان کر سکیں۔
- تیر تھنکروں کی تعداد اور ان کے ناموں کی فہرست مرتب کر سکیں۔
- سمجھ سکیں کہ پہلا تیر تھنکر رشبھ ناتھ، بھگوان وشنو کا اوتار تھا۔
- ڈگامبر اور شویتامبر جینیوں کا فرق اور ان کی موجودہ صورتحال بیان کر سکیں۔
- "ہر چیز جاندار ہے" کا مفہوم بیان کر سکیں۔

جین ازم، جین مت یا جین دھرم برصغیر کا ایک منفرد اور قدیم مذہب ہے۔ لفظ "جین" کے معنیٰ جیتنے والا یا فاتح ہیں۔ یعنی وہ جس نے اپنی خواہشات پر قابو پاکر اپنے آپ کو جیت لیا ہو۔ جین دھرم کے ماننے والوں کو "جین" اور ان کے عظیم پیشواؤں کو جنھوں نے اس کی بنیاد رکھی تیر تھنکر کہا جاتا ہے۔ تیر تھنکر سے مراد وہ عظیم سادھو ہے جس نے بہت زیادہ تپسیاؤں کے بعد "کامل شعور" حاصل کیا ہو اور جو اپنے گیان کے ذریعے لوگوں کو دنیا کی دھن دولت کے جال سے باہر نکال کر اس کی مارگ درشن کرے یعنی نجات کی راہ دکھلاتا ہے۔

جینی پیشواؤں کا خیال ہے کہ جین دھرم ازل سے قائم ہے البتہ وقت بوقت اس کی تجدید ہوتی رہی ہے۔ رشبھ ناتھ موجودہ وقت چکر کا بانی ہے اور مہاویر وردھمان جین دھرم کا آخری تیر تھنکر ہے۔ اس دھرم کے چوبیس تیر تھنکروں میں سے کسی نے بھی بھگوان یا خدا ہونے کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ وہ خود کو دوسرے لوگوں جیسا کہتے ہیں اور عوام کو آتما (روح) کی نجات دینے والے آواگون سے نکلنے اور کرموں کو ناس کرنے کا طریقہ سمجھاتے رہتے تھے۔

جین دھرم کی بنیاد اہنسا کے اصول پر رکھی گئی ہے، جس کے تحت تمام انسانوں، جانوروں، کیڑوں مکوڑوں اور پرندوں وغیرہ کی بے حد اہمیت ہے، ہر جینی کے لیے لازمی ہے کہ "وہ ہر قسم کی جاندار چیز کو کسی قسم کی تکلیف یا نقصان نہ پہنچائے" اس لیے جین دھرم کو ماننے والے ہمیشہ اپنے منھ کو کپڑے سے ڈھانپ کر چلتے ہیں تاکہ کوئی جاندار چیز ان کے منھ میں چلی نہ جائے اور زخمی نہ ہو جائے۔ وہ بغیر جوتوں کے چلتے پھرتے ہیں تاکہ کوئی جاندار چیز جوتوں کے نیچے کچل نہ جائے۔ وہ کھانا بھی دن کی روشنی میں ہی تیار کر لیتے ہیں کیوں کہ رات میں آگ جلانے پر پتنگے پروانے یا دیگر کیڑے مکوڑوں کے اس پر جمع ہونے اور مرنے کا خطرہ ہوتا ہے۔ جینی سبزی خور (ویجیٹیرین) ہوتے ہیں وہ گوشت بالکل نہیں کھاتے حتیٰ کہ سبزیوں میں بھی لہسن، پیاز اور آلو وغیرہ کھانے سے احتراز کرتے ہیں، کیوں کہ ان چیزوں کو زمین سے نکالتے وقت چھوٹے کیڑے مکوڑوں کے زخمی ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

ابتدائی دوَر میں جین دھرم میں مندر کا رواج نہیں تھا، لیکن بعد میں آہستہ آہستہ مندر بنوائے گئے اور ان میں پوجا کے لیے تیر تھنکروں کی مورتیاں بھی رکھی گئیں۔ جین دھرم کی مقدس کتابوں کے نام "اگم" اور "تتوارتھ" ہیں۔

جین دھرم کو ماننے والا ایک گروہ بالکل فطری لباس میں ہوتا ہے۔ ان کے دھرمی پیشوا بھی کپڑے نہیں پہنتے ساتھ ہی اس میں سخت تپسیا کا رواج ہے، یہ تمام باتیں جین دھرم کو منفرد بنا دیتی ہیں۔

تھر کے ننگر پارکر والے علاقے میں جین دھرم کے ماننے والوں کی بہتات تھی جہاں آج بھی ان کے آثار مندروں وغیرہ کی صورت میں موجود ہیں۔ تاہم اب ان میں رہنے والا کوئی نہیں ہے۔

**جین دھرم کی ترقی:** جین دھرم کے چوبیس تیر تھنکر گزرے ہیں، جن میں سے رشبھ ناتھ، آرستا نیمی اور پارس ناتھ کا دھرمی کتابوں میں کثرت سے ذکر ملتا ہے، جین دھرم کے آخری تیر تھنکر مہاویر نے ۵۶۹ ق۔م میں دھرمی پرچار شروع کیا۔ ان کی پرچار کی کوشش سے بہت سے لوگ آپ کے پیروکار بن گئے۔

**تیر تھنکر:** جین دھرم کے پیشواؤں کو تیر تھنکر کہا جاتا ہے۔ جن کی تعداد چوبیس ہے اور ان کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ رشبھ ناتھ، ۲۔ اجت ناتھ، ۳۔ سنبھوا ناتھ، ۴۔ ابھی نندن ناتھ، ۵۔ سماتی ناتھ، ۶۔ پدم پربھا، ۷۔ سپ پرسوا ناتھ، ۸۔ چندر پربھا، ۹۔ پسپا دنت، ۱۰۔ سیتلا ناتھ، ۱۱۔ سریادم ناتھ، ۱۲۔ وسوپوجئ، ۱۳۔ وملا ناتھ، ۱۴۔ اننتا ناتھ، ۱۵۔ دھرما ناتھ، ۱۶۔ سانتی، ۱۷۔ کنتھیو ناتھ، ۱۸۔ ارا ناتھ، ۱۹۔ مالی ناتھ، ۲۰۔ منی سورتا، ۲۱۔ نمی ناتھ، ۲۲۔ نیمی ناتھ، ۲۳۔ پرسوا ناتھ، ۲۴۔ مہاویر یا وردھمان۔

چوتھی صدی ق۔م میں بہار ریاست میں سخت قحط سالی ہوئی، جس وجہ سے جینیوں نے وہاں سے اپنے روحانی پیشوا

بھدر باہو کی سربراہی میں ہندستان کے دیگر علاقوں کی طرف نقل مکانی کی اور وہاں آباد ہو گئے۔ اس نقل مکانی کرنے میں مگدھ کا راجا چندر گپت بھی شامل تھا۔ جس نے اپنا تخت و تاج ترک کر دیا تھا۔ بارہ برس کے بعد لوگ جب واپس بہار آئے تو انھوں نے دیکھا کہ ان کی غیر موجودگی میں جین دھرم میں دو بڑی تبدیلیاں رونما ہو چکی ہیں۔ سادھوؤں کے لیے بغیر کپڑوں کے زندگی گزارنے والی رسم میں نرمی آچکی ہے اب وہ سفید لنگوٹ باندھنے لگے ہیں اور مقدس کتابوں میں ترمیم کر دی گئی ہے۔ یہ تبدیلیاں بھدر باہو کو پسند نہیں آئیں چنانچہ اس کے بعد جین دھرم کے لوگ دو فرقوں میں تقسیم ہو گئے: ا۔ ڈگامبر (فطری لباس والے یعنی ننگے) ۲۔ شویتامبر (سفید کپڑا پہننے والے)

ہندو دھرم / سناتن دھرم کی مخالفت اور برصغیر میں مسلمانوں کی حکمرانی سے بھی جین دھرم میں کافی تبدیلیاں ہوئیں۔ پہلے جین دھرم کے سادھو ایک جگہ بیٹھا نہیں کرتے تھے بلکہ سیر و سفر میں مصروف رہتے تھے لیکن اب وہ ان باتوں کو چھوڑ کر مندروں اور بستیوں میں رہنے لگے تھے۔

تیرہویں صدی میں شویتامبر فرقے والوں نے سماجی نظام کو از سر نو مرتب کیا اور بیوپار اور تجارت کا پیشہ اختیار کیا اور اس کے لیے ہندستان کے مختلف علاقوں میں پھیل گئے۔ مورتی پوجا کا رواج زیادہ ہوا۔

سترہویں صدی میں ڈگامبر فرقے والوں نے ایک اصلاحی تحریک شروع کی جس میں جین دھرم کے بنیادی اصولوں پر عمل پیرا ہونے کو لازمی قرار دیا گیا۔ موجودہ دور میں جین دھرم کے ماننے والے ہندستان، افریقا، یورپ اور امریکا میں اپنی پُرامن رویوں اور تجارتی حوالے سے بڑی شہرت رکھتے ہیں۔

## اس سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ

جین دھرم برصغیر کا ایک منفرد اور قدیم مذہب ہے۔ "جین" لفظ کے معنی: جیتنے والا ہے۔ یعنی ایسا شخص جس نے اپنی خواہشات کو قابو کر کے اپنے آپ کو جیت لیا ہو۔ جین دھرم کے پیشوا تیر تھنکر کہلاتے ہیں جن کی تعداد چوبیس ہے۔ جین دھرم کی بنیاد اہنسا کے اصول پر قائم ہے جس کے مطابق کسی بھی جان دار چیز کو تکلیف دینا یا مارنا مہا پاپ ہے، جین دھرم کے پیروکار دو گروہوں: ڈگامبر اور شویتامبر میں تقسیم ہو گئے ہیں۔ جن میں سے بہت سے لوگ انڈیا میں رہتے ہیں۔ تاہم یورپ، افریقا اور امریکا میں بھی رہتے ہیں۔ ان کا اہم ذریعہ معاش تجارت ہے۔

## مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالوں کے مختصر جوابات تحریر کریں۔

1. جین دھرم کی ابتدا کب اور کیسے ہوئی؟

2. لفظ "جین" کا لفظی اور اصطلاحی مطلب کیا ہے؟

3. جین دھرم میں "تیر تھنکر" کا مطلب کیا ہے؟

4. جین دھرم کے کتنے گروہ ہیں اور ان کی خوبیاں بیان کریں؟

(ب) مندرجہ ذیل سوالوں کے تفصیلی جوابات تحریر کریں۔

1. جین دھرم کی ترقی کس طرح ہوئی؟

2. جین دھرم کے کوئی سے بھی دس تیر تھنکروں کے نام بتائیں؟

3. ڈگامبر اور شویتامبر کی وضاحت کریں؟

(ج) درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں۔

1. لفظ "جین" کے معنی ہیں:

(الف) جیتنے والا　　(ب) اوتار

(ج) پیشوا　　(د) سادھو

2. جین دھرم کے عظیم پیشوا کہلاتے ہیں:

(الف) پیغمبر　　(ب) گرو

(ج) تیر تھنکر　　(د) رسول

3. جین دھرم میں تیر تھنکروں کی تعداد ہے:

(الف) ۲۱　　(ب) ۲۲

(ج) ۲۳　　(د) ۲۴

4. جین دھرم کا بنیادی اصول ہے:

(الف) اخلاق　　(ب) مذہب

(ج) روح　　(د) اہنسا

5. جین دھرم میں جس بات کو مہاپاپ کہا جاتا ہے وہ ہے:

(الف) ہر جاندار کو پیار کرنا　　(ب) ہر جاندار کو پکڑنا

(ج) ہر جاندار کو تکلیف دینا　　(د) ہر جاندار کو مارنا یا تکلیف دینا

## سرگرمی برائے طلبہ وطالبات

طلبہ وطالبات کو جین دھرم کے بارے میں ایک علمی مذاکرہ منعقد کریں، جس میں گروپ کے منتخب طلبہ وطالبات دیے گئے عنوان پر مواد پیش کریں۔ مثلاً:

| گروپ | عنوان |
|---|---|
| الف | جین دھرم کا تعارف اور اس کے مکاتب فکر۔ |
| ب | جین دھرم کے تیر تھنکر۔ |
| ج | جین دھرم کے پیشوا۔ |

## ہدایات برائے اساتذہ کرام

طلبہ وطالبات کو جین دھرم کی انفرادیت سے واقف کیا جائے اور ان کو جین دھرم کی موجودہ صورتحال سے آگاہ کیا جائے۔

**نئے الفاظ اور ان کے معانی**

| لفظ | معنی | لفظ | معنی |
|---|---|---|---|
| تپسیا | مشقت والی عبادت | قحط سالی | خشک سالی، مہنگائی |
| نقل مکانی | دوسری جگہ ہجرت کرنا | ترک | چھوڑ دینا |
| ترمیم | تبدیلی کرنا | تجدید | ترقی کرنا |
| احتراز | پرہیز، اجتناب | | |

# مہاویر

**حاصلاتِ تعلم**

یہ سبق پڑھنے کے بعد طلبہ وطالبات اس قابل ہوں گے کہ وہ:

- جین دھرم کے پانچ بنیادی اصولوں کے بارے میں بتا سکیں۔
- چوبیسویں تیر تھنکر (دریا پار کرانے والے) مہاویر کی ابتدائی زندگی بیان کر سکیں۔
- جان سکیں کہ انھوں نے کب، کیسے اور کہاں روحانی روشنی حاصل کی۔
- جین دھرم کے عقیدہ کے بارے میں جان سکیں گے کہ "دنیا تکلیفوں اور دکھوں کا دریا ہے اور تیر تھنکر ان کو دریا پار کرنے کا راستہ بتاتے ہیں۔
- حواس کی بنیاد پر جانداروں کی تقسیم بیان کر سکیں گے۔
- کرم، موکھش اور دیگر روحانی موضوعات پر مہاویر کا فلسفہ جان سکیں گے۔
- وضاحت کر سکیں کہ بہتر برس کی عمر میں ان کی وفات بھوکے رہنے سے کیوں ہوئی۔

**حالات زندگی:** جین دھرم کے بانی مہاویر کا اصل نام وردھمان تھا، جبکہ آپ کے والد کا نام سدھارتھ اور والدہ کا نام ترشیلا تھا۔ آپ ۵۹۹ ق۔م کو بہار ریاست کے ضلع "ویشالے" کے ایک چھوٹے سے گاؤں کنڈا گرام میں ایک راجا کے گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ بچپن سے نہایت ذہین اور ماں باپ کے فرمانبردار مشہور تھے، جب جوان ہوئے تو آپ کی شادی "یشودا" نامی ایک راج کماری سے ہوئی، جس سے دونوں کو "پریادرشنا" نام کی ایک بیٹی پیدا ہوئی۔ تیس برس تک وردھمان نے اپنے عیش بھرے دن گزارے لیکن بعد میں آپ نے یہ شاہی زندگی ترک کر دی اور ایک سادھو بن کر سخت تپسیا کے لیے جنگل کی راہ اختیار کی۔ اس دوران بارہ برس بے لباسی کے عالم میں جنگل و بیابان کی سیر کرتے ہوئے۔ آپ نے بے پناہ تکالیف کا سامنا کیا لیکن سخت تپسیا میں محو رہے تا کہ آپ کو اپنے جسم اور روح پر قابو حاصل ہو جائے۔ چنانچہ جب آپ کو اطمینان ہو گیا کہ اب مجھے اپنے آپ پر قابو حاصل ہو گیا ہے تو آپ معاشرتی زندگی کی طرف دوبارہ واپس ہوئے اور لوگوں کو دھرم کی طرف بلانے لگے۔ آپ نے انھیں بتایا کہ وہ کس طرح جنم اور موت کے چکر و آواگون سے نجات پا سکتے ہیں۔ کیوں کہ ان کی

زندگیاں خوف، دکھوں اور تکالیف سے بھرپور ہیں۔ جو حق سے لاعلم ہونے اور اپنے کرموں کی وجہ سے ان کو ملتی ہیں۔ ان کو مرنے کے بعد نرک میں بھی گزارنا پڑتا ہے یا کم درجے کے جنموں میں گزارنا پڑتا ہے۔

مہاویر نے اپنی عمر کے آخری تیس برس روحانی آزادی کی ابدی سچ کی پرچار کرتے ہوئے گزارے۔ آپ ہندستان کے کئی علاقوں میں ننگے پیر پیدل اور بغیر کپڑوں کے سخت ترین موسمی حالات کے باوجود پھرتے رہے اور ہر اس سے ملتے جو بھی اپ کو سننے کے لیے آتا تھا۔ آپ کی پرچار سے لاکھوں لوگ جین دھرم کے پیروکار بن گئے۔

مہاویر نے بہتر برس اور ساڑھے چار ماہ زندگی بسر کی۔ آپ نے ۵۲۷ ق۔م کو دیوالی کے دن پاواپُری ضلع نالندا بہار میں نروان حاصل کیا۔

**بنیادی تعلیمات:** مہاویر کی تعلیمات کے مطابق ہر سادھو اور عام آدمی کو جین دھرم کے ان پانچ عہد یا اصولوں کی پابندی کرنا ضروری ہے:

**۱۔ اہمسَہ (اہنسا یا عدم تشدد):** کسی بھی جاندار کو اپنی سوچ، زبان یا عمل سے تکلیف نہ پہنچائی جائے، یہ جین دھرم کا سب سے اہم اور بنیادی عہد یا اصول ہے، جس پر ہر جینی کو عمل کرنا لازم ہے۔

**۲۔ ستیہ (سچائی):** ہمیشہ سچ بولنا چاہیے، ایسی کوئی بھی بات زبان سے نہیں کہنی چاہیے جو سچ نہ ہو اور ایسی کوئی بھی بات قبول نہیں کرنی چاہیے جو جھوٹ پر مبنی ہو۔

**۳۔ استیہ (چوری کرنا):** چوری کرنا مہاپاپ ہے، کسی کے بھی حق پر دھاوا بول کر بچنا چاہیے۔

**۴۔ برہمچریہ (پاکدامنی):** پاکدامنی اور عفت والی زندگی بسر کرنی چاہیے اور اپنی نفساتی خواہشات کو قابو میں رکھنا چاہیے۔

**۵۔ اپریگرہ (لاتعلقی):** مادّی لذتوں سے دور رہنا چاہیے، ضرورت سے زیادہ کوئی بھی چیز جمع نہیں کرنی چاہیے اور نا ہی مال و دولت اکٹھا کرنے کی عادت ڈالنی چاہیے۔ اگر کمائی زیادہ ہو تو وہ دان کر دینی چاہیے۔

ان تمام اصولوں پر عمل پیرا ہونے کے علاوہ ہر جینی کو غصہ، فخر، انا پرستی، دھوکے بازی، فریب، حرص و ہوس اور لالچ سے بھی دور رہنا ضروری ہے۔ مہاویر کی تعلیمات نے جین دھرم کے پیروکاروں کے رہن سہن پر گہرے اثرات چھوڑے، ان تعلیمات کی وجہ سے ہر جینی اہنسا کے اصول پر پوری طرح کاربند رہتا ہے اور خواہشات پر قابو پانے کے لیے ان میں ورت (روزہ) کا رواج بھی بہت زیادہ ہے۔

### اس سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ

جین دھرم کے چوبیسویں تیر تھنکر مہاویر کا اصل نام وردھمان تھا۔ آپ ۵۹۹ ق۔م کو بہار میں پیدا ہوئے۔ تیس برس کی عمر تک عیش و عشرت کی زندی گزارتے رہے۔ لیکن بعد میں محل کی عیش و آرام کی زندگی ترک کر کے جنگل کی طرف نکل پڑے بارہ برس جنگل میں کٹھن تپسیا کے بعد اس دھرم کی پرچار شروع کر دی۔ آپ نے دوسرے تیس برس اسی ابدی سچ کی پرچار میں گزار دیئے اور بہتر برس کی عمر میں ۵۲۷ ق۔م کو نروان حاصل کیا۔ مہاویر کی تعلیمات کے مطابق ہر جینی کے لیے اہنسا اور کسی کو تکلیف نہ دینے کے اصول، سچائی پر چلنی، کسی کی حق تلفی نہ کرنے، پاکدامنی کی زندگی اختیار کرنے اور ضرورت سے زائد اشیاء کو جمع نہ کرنے کے اصولوں پر عمل کرنا۔ بے حد ضروری ہے۔ آپ کی ان تعلیمات کا جین دھرم کے پیروکاروں کی زندگیوں پر بہت اثر ہوا۔

## مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالوں کے مختصر جوابات تحریر کریں۔

1. مہاویر کب اور کہاں پیدا ہوا؟
2. مہاویر نے کتنا عرصہ جنگل میں تپسیا کے لیے گزارے؟
3. مہاویر نے کب اور کہاں نروان حاصل کیا؟
4. مہاویر کی سب سے اہم تعلیم کیا ہے؟
5. مہاویر کی تعلیمات کا عام پیروکار کی زندگی پر کیا اثرات مرتب ہوئے؟

(ب) مندرجہ ذیل خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کریں۔

1. مہاویر کے والد کا نام_______ ہے۔
2. مہاویر کا فرمان ہے: انسان کو غم اور تکلیف اس______ کی وجہ سے ملتی ہے۔
3. مہاویر نے_______ برس اور_______ ماہ عمر پائی۔
4. پاکدامنی اختیار کرنے اور نفسانی خواہشات پر قابو پانے کو_______ کہا جاتا ہے۔
5. جینیوں میں_______ کا بہت رواج ہے۔

(ج) مندرجہ ذیل درست جملے کے سامنے "✓" اور غلط کے سامنے "✗" کا نشان لگائیں۔

| جملہ | صحیح | غلط |
|---|---|---|
| 1. مہاویر ایک غریب گھرانے میں پیدا ہوا۔ | | |
| 2. مہاویر کو کٹھن تپسیا کے بعد اپنے جسم اور روح پر قابو حاصل ہو گیا۔ | | |
| 3. اہمشہ کا مطلب جانداروں پر ظلم کرنا ہے۔ | | |
| 4. مہاویر کے فرمان کے مطابق ہر جینی کو بہت زیادہ ملکیت جمع کرنی چاہیے۔ | | |
| 5. جینیوں کے لیے لازم ہے کہ اپنا بچا ہوا مال دان کر دیں۔ | | |

## سرگرمی برائے طلبہ وطالبات

طلبہ وطالبات اپنی کلاس کے تین گروپ تیار کریں جن کو درج ذیل عنوانات پر مطالعہ کرنے کا کہا جائے۔ پھر دوسرے روز کلاس میں اس پر بحث ومباحثہ کرنے کا اہتمام کریں۔

| گروپ | عنوان |
|---|---|
| الف | مہاویر کی زندگی کے ابتدائی تیس برس۔ |
| ب | مہاویر کی تپسیا والی زندگی کے بارہ برس۔ |
| ج | مہاویر کی زندگی کے آخری تیس برس۔ |

## ہدایات برائے اساتذہ کرام

طلبہ وطالبات کو رہنمائی اور نشاندہی کی جائے کہ وہ مہاویر کی زندگی اور خدمات پر بنائی گئی ڈاکیومینٹری دیکھیں اور اس سے معلومات حاصل کریں۔

## نئے الفاظ اور ان کے معانی

| لفظ | معنی | لفظ | معنی |
|---|---|---|---|
| محور | دھرا جس پر پہیّا گردش کرتا ہے | انا پرستی | تکبّر |
| نرک | جہنم | عفت | پرہیز گاری |

باب دوم

# معاشرتی اور اخلاقی اقدار

## تدریسی معیارات

یہ باب پڑھنے کے بعد طلبہ و طالبات سے امید کی جاتی ہے کہ وہ:

- کامل یقین رکھیں گے کہ تمام کائنات کا خالق و مالک صرف مالکِ حقیقی ہے۔
- تمام مذاہب کی عام طور پر قابل قبول باتوں کو اپنا سکیں ۔
- مالکِ حقیقی کی پسندیدہ صفات جان کر خود میں پیدا کر سکیں۔
- عملی مظاہرہ کر سکیں کہ مالکِ حقیقی کا فرمانبردار ہونے کے ساتھ آدمی ریاستی قانون کے لیے بھی جواب دہ ہے۔
- جان سکیں کہ خود احتسابی کا شعور انسان میں صحت مند اخلاقی صفات پیدا کرتا ہے۔
- سمجھ سکیں کہ کائنات میں دن رات اور موسم وغیرہ مقررہ وقت پر تبدیل ہوتے ہیں۔ اسی طرح انسان کو بھی وقت کی پابندی اور فرمانبرداری کرنی چاہیے۔

جس ماحول میں انسان رہتا ہے، اپنے ارد گرد کے لوگوں سے تعلقات قائم کرتا ہے اور معاملات سر انجام دیتا ہے یہ تمام باتیں معاشرہ بناتی ہیں۔ معاشرے میں رہنے والے انسانوں سے طور طریقے اور زندگی گزارنے کا سلیقہ ہر شخص کا الگ الگ ہوتا ہے۔ اس رویے کو کچھ اصول و قواعد کے ماتحت چلانے کا نام "اقدار" ہے، جس کی واحد "قدر" ہے۔ ایسے کارآمد اصول و ضوابط جن کی بدولت لوگوں کے کردار و معاشرے میں بہتری ہو ان کو "اخلاقی اقدار" کہا جاتا ہے۔

مالکِ حقیقی کی جانب نیک گمان رکھنے اور اس کے احکامات کی پیروی کرنے سے انسان میں فرمانبرداری کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، جس کی وجہ سے وہ اپنے مذہب کی طرف سے دی گئی ہدایات پر عمل پیرا ہونے کے لیے مائل ہوتا ہے، برائی سے بچنے اور نیکی کی راہ اختیار کرنے کی کوشش کرتا ہے، دوسروں سے ہمدردی، رحمدلی اور خیر خواہی کا مظاہرہ کرتا ہے اور اپنی سیرت کو کردار کو اس اعلیٰ مقام تک پہنچانے کی کوشش کرتا ہے جس سے اس کے ذاتی کردار کے علاوہ معاشرے پر بھی مثبت اثرات مرتب ہوں اور ایک پر امن ماحول پیدا ہو جاتا ہے۔

اس باب میں "مالکِ حقیقی کی کبریائی"، "مذاہب کی عبادت گاہیں اور عبادتوں کے طریقے"، "مذاہب میں پرہیز گاری، رحمدلی، ہمدردی اور سچائی کا تصور"، "احتساب اور انسانی کردار پر اس کا اثر" اور "مذہبی اعتبار سے وقت کی پابندی اور اس کی اہمیت" کے عنوانات سے اسباق شامل کیے گئے ہیں۔

# مالکِ حقیقی کی کبریائی

**حاصلاتِ تعلم**

یہ سبق پڑھنے کے بعد طلبہ و طالبات اس قابل ہوں گے کہ وہ:

- عملی مظاہرہ کرسکیں کہ ہر کام کی ابتدا مالکِ حقیقی کے نام سے کی جائے۔
- اس بات کو برحق سمجھ سکیں کہ جس نے مالکِ حقیقی کی قدر نہیں کی اس نے اسے نہیں پہچانا۔
- یہ نتیجہ اخذ کرسکیں کہ خدمت خلق درحقیقت مالکِ حقیقی کو راضی کرنے کا نام ہے۔
- اس بات کی اہمیت جان سکیں کہ انسانی زندگی کا مقصد اصلی مالکِ حقیقی کو پہچاننا ہی ہے۔

اس دنیا اور پوری کائنات میں موجود تمام چیزوں مثلاً: سورج، چاند، ستاروں، سیاروں اور کہکشاؤں کو پیدا کرنے اور چلانے والی ذات مالکِ حقیقی کی ہے۔ وہ ازل سے ہے اور ابد تک قائم و دائم رہے گا۔ وہ سب کچھ جاننے والا، ہر ایک کو رزق دینے والا، ہر چیز پر قدرت رکھنے والا اور بڑا مہربان ہے۔ اس کے ساتھ ہم سری کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ تمام انسان، چرند، پرند، حیوان و کیڑے مکوڑے اور آبی حیات کی تمام اقسام اسی کی مخلوق ہیں۔ مالکِ حقیقی نے تمام مخلوق سے انسان کو "اشرف المخلوقات" کا درجہ عنایت فرمایا ہے جو اس کی انسانوں پر اس کی خاص عنایت ہے۔ اس لیے ہمیں ہر وقت مالکِ حقیقی کی حمد و ستائش کرنی چاہیے، اس کی کبریائی بیان کرنی چاہیے، ہر دم اسی کو یاد رکھنا چاہیے اور اپنے ہر کام کی ابتدا اسی کے نام سے کرنی چاہیے۔

جس طرح شاہ عبداللطیف بھٹائی نے اپنی شاعری کا آغاز اسی انداز سے کیا ہے جس کا اردو ترجمہ شیخ ایاز نے ان اشعار سب کیا ہے:

تیری ہی ذات اول و آخر، تو ہی قائم ہے اور تو ہی قدیم
تجھ سے وابستہ ہر تمنا ہے، تیرا ہی آسرا ہے رب کریم
کم ہے جتنی کریں تری توصیف، تو ہی اعلیٰ ہے اور تو ہی علیم
والی شش جہات واحد ذات، رازق کائنات، رب رحیم۔

دنیا کے تمام اہم مذاہب اور ان کے مقدس کتابوں میں انسان کو یہ تلقین کی گئی ہے کہ وہ اپنے خالق و مالک کی حمد و ثنا کرے اور تمام مخلوق کی بے لوث خدمت کرے کیونکہ بندہ ہونے کے ناتے مالکِ حقیقی کے نزدیک تمام انسان برابر ہیں۔ اس کو اپنی تمام مخلوق بے حد عزیز ہے۔ وہ ہر ذی روح میں آباد ہے، وہ ہر جگہ موجود ہے اور زمین پر موجود ہر جاندار کو اس کی تحقیق کے مطابق رزق دیتا ہے۔

اگر کوئی ناسمجھ آدمی سمجھتا ہے کہ وہ یا کوئی اور لوگوں کو مالکِ حقیقی کے سوا رزق دیتا ہے اور وہ مالکِ حقیقی کی رضا کے لیے کچھ بھی کوشش نہیں کرتا تو ایسا شخص خود کو پہچان سکا ہے نہ ہی اپنے پیدا کرنے والے مالکِ حقیقی کو۔ اگر مالکِ حقیقی کے سامنے وہ اس بات پر شرمندہ نہ ہوا تو اس کی دنیا اور آخرت دونوں برباد ہیں۔ اس کے پاس دوسرے جہاں میں لے جانے کے لیے کوئی نیکی یا اچھا کام نہیں ہو گا۔ اس لیے مشہور ہے کہ "جس نے خود کو پہچان لیا گویا اس نے مالکِ حقیقی کو پہچان لیا۔"

مالکِ حقیقی کی معرفت اور اس کی مخلوق سے نیکی کرنے سے متعلق تمام مذاہب نے ہدایات دی ہیں مثلاً:

- **اسلام:** اسلام سکھاتا ہے کہ "لوگوں میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو دوسروں کو نفع پہنچاتا ہے۔" اسی طرح مشہور ہے کہ: انسان کی عظمت خدمت خلق ہی میں ہے۔
- **مسیحیت:** مسیحیت میں دوسروں کی خدمت کو مالکِ حقیقی کی خدمت کے طور پر مانا گیا ہے۔
- **ہندو دھرم / سناتن دھرم:** ہندو دھرم / سناتن دھرم کے مطابق "پراپکار" یعنی لوگوں کی خدمت کرنا ہی اصل دھرم ہے۔
- **بودھ دھرم:** بودھ دھرم نے انسان اور حیوان میں فرق، خدمت خلق کو قرار دیا ہے۔ مہاتما گوتم بودھ کا فرمان ہے: جو اپنے لیے جیتا ہے وہ حیوان ہے اور جو دوسروں کے لیے جیتا ہے وہ انسان ہے۔
- **زرتشت ازم اور تاؤ ازم:** زرتشت ازم اور تائو ازم میں بھی خدمت خلق کی مالکِ حقیقی کی خدمت کہا گیا ہے۔

مالکِ حقیقی نے انسان کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے۔ اس لیے اسے مالکِ حقیقی کی عظمت و کبریائی کا اقرار کرنا چاہیے۔ اس کے احکامات کی پیروی کرنی چاہیے اور اپنے ہر کام کی ابتدا اسی کے مبارک نام سے کرنی چاہیے کیونکہ مالکِ حقیقی کے نام سے شروع کیے ہوئے ہر کام میں برکت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے وطن عزیز اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ہر اسکول سے لے کر قومی اسمبلی تک کے اجلاس کی ابتدا اس مالکِ حقیقی کے اسم مبارک سے کی جاتی ہے۔

یہ زندگی انسانوں کے لیے مالکِ حقیقی کا ایک انمول تحفہ ہے جس کی قدر کرنی چاہیے، ایک ہی مرتبہ ملی ہوئی زندگی کے اصل مقصد کو پہچاننا چاہیے کیونکہ اسی زندگی میں انسان مخلوق کی خدمت کر کے اپنے مالکِ حقیقی کو راضی کر سکتا ہے۔

### اس سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ

ہماری دنیا اور اس کائنات میں موجود تمام چیزوں مثلاً: سورج، چاند، ستاروں، سیاروں اور کہکشاؤں کو پیدا کرنے والی ذات مالکِ حقیقی کی ذات ہے۔ جو ازل سے موجود ہے اور ہمیشہ قائم رہے گا۔ وہ ہر چیز کو جاننے والا، ہر ایک کو رزق دینے والا، سب پر قدرت رکھنے والا اور بے حد مہربان و شفیق ہے، اسی سے ہم سری کرنے والا کوئی بھی نہیں ہے، دنیا کے تمام مذاہب کی مقدس کتابوں میں انسانوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ اپنے خلاق و مالک کی حمد و ثنا کریں اور اس کی مخلوق کے بے لوث خدمت گار بنیں، اگر کوئی بے سمجھ شخص مالکِ حقیقی کے مقابلے میں خود کو زیادہ اہمیت دیتا ہے اور اس کی رضامندی کے لیے کوشش نہیں کرتا ہے وہ حقیقت میں دنیا اور آخرت کا نقصان کر رہا ہے، مالکِ حقیقی کی معرفت کے بغیر اس کی دنیا اور آخرت دونوں اکارت ہو جائیں گے۔

## مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالوں کے مختصر جوابات تحریر کریں۔

1. مالکِ حقیقی کی کبریائی کو ظاہر کرنی والی صفات کون سی ہیں؟
2. ہمیں اپنے کام کی ابتدا کس طرح کرنی چاہیے؟
3. مالک حقیقی تمام جہان کو رزق کیسے مہیا کرتا ہے؟
4. خدمت خلق کے بارے میں تمام مذاہب کیا رہنمائی کرتے ہیں؟
5. مالکِ حقیقی کی نعمتوں کا شکر کس طرح ادا کرنا چاہیے؟

(ب) مندرجہ ذیل سوالوں کے تفصیلی جوابات تحریر کریں۔

1. مالکِ حقیقی کی کبریائی کے بارے میں تمام مذاہب کی کیا ہدایات ہیں؟
2. مالکِ حقیقی کی نعمتوں اور اس کے نام کو یاد رکھنے کے کیا فائدے ہیں؟

(ج) درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں۔

1. انسانی رہن سہن اور ارد گرد کا ماحول کہلاتا ہے:

(الف) ماحول　　(ب) موسم
(ج) رواج　　(د) معاشرہ

2. رہن سہن، معاملات اور بہتر تعلقات کے اصول کہلاتے ہیں:

(الف) معاشیات (ب) شہرت

(ج) اقدار (د) کردار

3. جو دوسروں کے لیے زندہ رہتا ہے حقیقت میں وہی ہے:

(الف) مہان (ب) اُتم

(ج) بے وقوف (د) انسان

4. ہر نیک کام کی ابتدا کرنی چاہیے:

(الف) مالکِ حقیقی کے نام سے (ب) اپنی ذات سے

(ج) چھوٹے کام سے (د) اعلیٰ کام سے

5. تیری ہی ذات اول و آخر" شاہ عبداللطیف بھٹائی کے مصرے کا مترجم ہے:

(الف) سچل سرمست (ب) شیخ ایاز

(ج) بیدل (د) آغا سلیم

## سرگرمی برائے طلبہ و طالبات

طلبہ و طالبات کو مالکِ حقیقی کی کبریائی سے متعلق درج ذیل دو عنوانات پر نوٹس تیار کروانے کا کہا جائے جو وہ جماعت میں پیش کریں: * مالکِ حقیقی کی اہم صفات۔ * اہم مذاہب میں مالکِ حقیقی کی کبریائی۔

## ہدایات برائے اساتذہ کرام

طلبہ و طالبات اہم مذاہب میں مالکِ حقیقی کے لیے مقرر کردہ متبرک ناموں کے بارے میں بتانے کے بعد انھیں بتایا جائے کہ اگرچہ یہ نام و مذاہب مختلف ہیں تاہم ان کا مقصد ایک مالکِ حقیقی تک پہنچنا ہے۔

### نئے الفاظ اور ان کے معانی

| لفظ | معنی | لفظ | معنی |
|---|---|---|---|
| کہکشاں | چھوٹے چھوٹے ستارے | ازل | ہمیشہ کی ابتدا |
| ابد | ہمیشہ کی انتہا | ہم سری | برابری |
| عنایت | عطیہ، مہربانی | ستائش | تعریف |

# اہم مذاہب کی عبادت گاہیں اور عبادت کے طریقے

(اہم مذاہب کے لیے احترام اور اجتماعی رویہ)

**حاصلاتِ تعلم**

یہ سبق پڑھنے کے بعد طلبہ وطالبات اس قابل ہوں گے کہ وہ:

- اہم مذاہب کی عبادت گاہوں کے نام بیان کر سکیں۔
- ان عبادت گاہوں کی اہم باتوں کا نقشہ تشکیل دے سکیں۔
- تمام مذاہب کی عبادت گاہوں کے احترام کا عملی مظاہرہ کر سکیں۔
- اہم مذاہب میں مروجہ عبادات کے طریقے مختصر طور پر بیان کر سکیں۔
- اس بات کی تعریف کر سکیں کہ بندگی کے مختلف طریقوں کے باوجود ہر طرح کی عبادت صرف مالکِ حقیقی ہی کے لیے ہی ہے۔
- اس بات کو سمجھ سکیں گے کہ عبادت ذہنی سکون اور اطمینان ملتا ہے۔
- یہ نتیجہ اخذ کر سکیں کہ جو لوگ مالکِ حقیقی کی پناہ میں آتے ہیں وہ کبھی بھی گم راہ نہیں ہوتے۔
- یہ نتیجہ اخذ کریں گے کہ جن لوگوں کے پیشوا مالکِ حقیقی سے محبت کرنے والے اور اس کی نافرمانی سے خوف کھانے والے ہیں ان سے رویوں میں مثبت تبدیلی رونما ہوتی ہے۔

انسانی زندگی پھولوں کا بستر نہیں ہے بلکہ وہ دکھ سکھ کا ملا جلا جہان ہے۔ جس میں انسان کو کبھی خوشیاں نصیب ہوتی ہیں تو کبھی تکلیفوں کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے یہ خوشیاں اور تکلیفیں ہماری زندگی کا حصہ ہیں۔ ان سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیے بلکہ جوان مردی سے مشکلات کا مقابلہ کرنا چاہیے اور ان کا حل تلاش کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ عام طور پر ایسی مشکل حالات میں انسان کو مالکِ حقیقی یاد آتا ہے۔ اپنا غم ہلکا کرنے کے لیے اور سکون حاصل کرنے کے لیے آدمی دل ہی دل میں مالکِ حقیقی کا دھیان کرتا ہے پھر اپنی مذہبی رسوم کے اعتبار سے عبادت گاہ میں جا کر تنہا یا اجتماعی طور پر بندگی میں شروع کرتا ہے۔ جس سے اسے دلی اطمینان ملتا ہے۔ چنانچہ ایک فرمانبردار بندے کو خوشی یا غمی دونوں صورتوں میں اپنے مالکِ حقیقی کے احکامات کی پیروی کیے لیے ہر وقت تیار رہنا چاہیے۔ دنیا کے اہم مذاہب کی عبادت گاہوں کے نام، تعارف اور عبادت کے طریقے اس طرح ہیں:

## مسجد

مسجد کے معنی "سجدہ کی جگہ" ہے، مسجد مسلمانوں کی عبادت گاہ ہے، جہاں وہ ایک امام کے پیچھے صف باندھ کر رکوع اور سجدے ادا کرتے ہیں۔ مسجد ایک چورس یا مستطیل ہال پر مشتمل ہوتی ہے جس کو سامنے ایک صحن اور ہال میں قبلہ رخ پر امام کے کھڑے ہونے کے لیے ایک محراب بھی ہوتی ہے۔ کچھ بڑی مساجد میں بر آمدے بھی ہوتے ہیں، عمارت کے اوپر ایک یا ایک سے زیادہ گنبد اور کونوں پر مینار ہوتے ہیں۔

مسلمان مسجد میں روزانہ پانچ وقت نماز ادا کرتے ہیں، جمعے کے دن خاص نماز سے قبل امام خطبہ پڑھتا ہے پھر تمام لوگ صف باندھ کر نماز ادا کرتے ہیں۔ رمضان کے مہینے کے آخری دس دن میں اعتکاف کے لیے مسجد میں ٹھہرتے ہیں۔

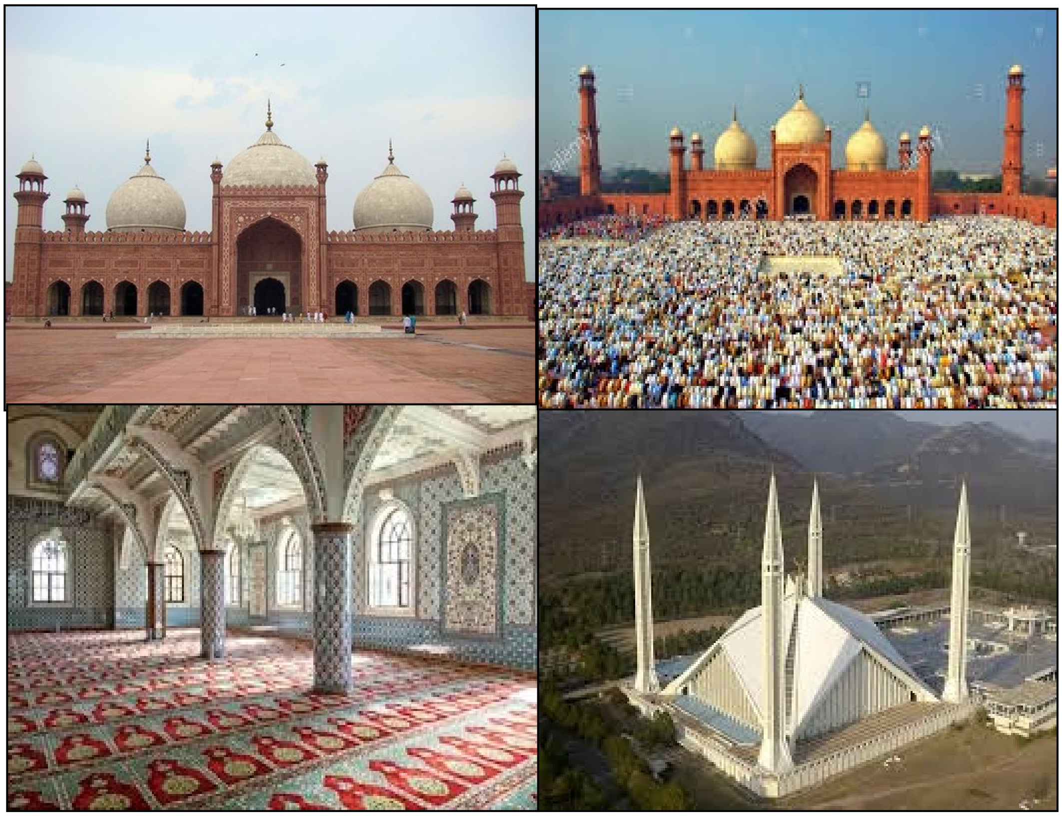

# گرجاگھر

مسیحیت میں عبادت گاہ کو چرچ یا گرجاگھر کہا جاتا ہے۔ جو ایک چورس یا مستطیل ہال ہوتا ہے جس کے اوپر درمیان میں یا ایک کونے پر مینار ہوتا ہے۔ ہال کے اندر حضرت یسوع مسیح کی مصلوب تصویر یا حضرت مقدسہ مریم علیہ السلام کا مجسمہ نصب ہوتا ہے۔ دیواروں پر پتھر یا لکڑی سے کندہ تصاویر آویزاں ہوتی ہیں۔ چرچ کے باہر یا اس کے سامنے والے حصے میں صلیب بنی ہوتی ہے۔

مسیحی گھر جاگھروں میں عبادت کرتے ہیں، مقدس کتاب پڑھتے ہیں اور مقدس گیت گاتے ہیں۔ گرجاگھروں میں بیٹھنے کے لیے کرسیاں یا بینچیں رکھی ہوتی ہیں۔ اتوار مسیحیت میں خاص عبادت کا دن شمار ہوتا ہے۔

## مندر

ہندوؤں کی پوجا کے لیے مندر ایک چورس یا مستطیل ہال پر مشتمل ہوتا ہے، جس میں ایک یا ایک سے زیادہ چھوٹے چھوٹے کمرے ہوتے ہیں جن میں مورتیاں رکھی ہوتی ہیں۔ اس چھوٹے کمرے کے اوپر اونچی نوک دار چوٹی والا یعنی مخروطی شکل کا ایک شکھر ہوتا ہے۔ جو اپنی اونچائی کے ساتھ باریک ہوتا جاتا ہے۔ جس کے اوپر کلس چڑھی ہوتی ہے، مڑھی میں سنتوں باونوں اور مہاراجوں کی سمادھیاں ہوتی ہیں۔ مندر کا صحن کشادہ ہوتا ہے، جس کے اوپر چورس یا گول گنبد والی ایک تعمیر ہوتی ہے۔

ہندوؤں میں تین اوقات مثلاً: پراتہ کال، مدھیان، اور سایم کال پوجا کا رواج ہے، ہندوؤں کے مندروں میں دن کے وقت بھجن، کیرتن اور ست شاستر پڑھے جاتے ہیں اور سورج غروب ہوتے وقت بڑی آرتی ہوتی ہے۔

# پگوڈا

بودھ دھرم کی عبادت گاہوں کو بھی مندر ہی کہا جاتا ہے، لیکن عمارت کے نقشے کے اعتبار سے مختلف ممالک اور زبانوں میں اس کے الگ الگ نام ہیں۔ بودھ مت کے پجاریوں کے لیے بنے ہوئے مندر، مڑھیاں، مٹھ یا پگوڈا میں مہاتما گوتم بودھ کے مجسمے رکھے ہوتے ہیں، جن کے چھت پر ہندوؤں کے مندر کی طرح مخروطی شکل کا شِکھر ہوتا ہے۔ مڑھیوں میں باونوں یعنی پوجاریوں کے لیے رہائشی کمرے، یوگ اور پوجا کی جگہیں بھی ہوتی ہیں۔ بودھ مت کے مندروں اور مڑھیوں میں بھی بھجن گائے جاتے ہیں، پوجا کی جاتی ہے اور مقدس کتابیں بھی پڑھی جاتی ہیں اور بعض جگہوں پر بجارے اور بھگت یوگ اور دھیان کرتے ہیں۔

# جین مندر

جین مت کے مندر بھی بالکل ہندو مت کے مندروں کی طرح ہوتے ہیں، جن کے چھتوں پر شکھر یا گنبد ہوتے ہیں، بڑے بڑے جین مندروں میں اونچی چوٹیاں اور خوبصورت گنبد بھی بنے ہوتے ہیں۔

# کینسہ

یہودیوں کی عبادت گاہ کا نام کنیسہ ہے جس کو یہودی بیت تفلیہ یا بیت کنیست کہتے ہیں جبکہ اسے انگلش میں شول (Shul) اور یونانی زبان میں سیناگوگ (Synagogue) کہا جاتا ہے۔ جو ایک لمبے ہال پر مشتمل ہوتا ہے جس کے اوپر بڑا گنبد بنا ہوا ہوتا ہے۔ یہودی دن رات میں تین مرتبہ عبادت کرتے ہیں جو کہ صبح، سہ پہر اور شام کے وقت کنیسہ میں جمع ہو کر ادا کی جاتی ہے۔

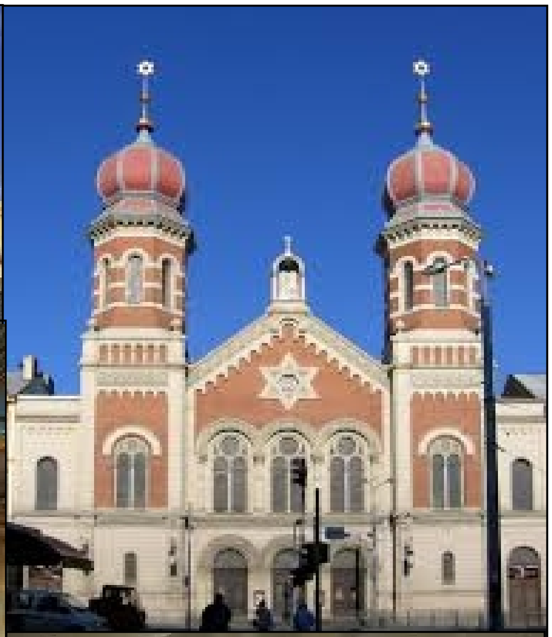

# گردوارا

سکھوں کی عبادت گاہ گردوارا ایک یا دو تین منزلہ عمارت پر مشتمل ہوتی ہے۔ جس کے اوپر گنبد اور کونوں پر مینار ہوتے ہیں۔ گردوارے میں گرنتھ صاحب، رس لنگر، کیرتن اور شیوا چلتی رہتی ہے۔

سکھوں کے گردوارے میں گرنتھ صاحب کا پاٹھ کیا جاتا ہے اور بھجن گا کر کیرتن کیے جاتے ہیں اور آخر میں لنگر تقسیم کیا جاتا ہے۔

ان تمام اہم مذاہب کی عبادت گاہوں کی تعمیر اور عبادت کے طریقوں میں اگرچہ تھوڑا بہت فرق ہے لیکن تمام مذاہب کے ماننے والے حقیقت میں ایک ہی مالکِ حقیقی کی بندگی کرتے ہیں۔

جس معاشرے کے رہنما خوف خدا رکھنے والے اور مخلوق خدا سے پیار کرنے والے ہوتے ہیں ان کے اثرات پوری عوام پر ہوتے ہیں۔ ان کے رویوں میں مثبت تبدیلی رونما ہوتی ہے۔

بندگی کرنے سے روح کو راحت اور دل کو سکون اور اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ جو شخص مالکِ حقیقی کو یاد رکھتا ہے وہ کبھی بھی گمراہ نہیں ہوتا اس کی ہر مشکل آسان ہو جاتی ہے۔ جب وہ ہر کام کی ابتدا مالکِ حقیقی کے نام سے کرتا ہے تو اس کا کام برکت والا ہو جاتا ہے۔ اس کے لیے بے حد آسانیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ تمام اہم مذاہب کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ہر مشکل اور مرض کا علاج مالکِ حقیقی کے نام میں پوشیدہ ہے جو بھی اس کا نام لیتا ہے اسے کامل یقین ہو جاتا ہے کہ وہ اس کی پناہ میں ہے۔

## اس سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ

انسانی زندگی پھولوں کا بستر نہیں بلکہ دکھ سکھ کا جہان ہے، جہاں انسان کو کبھی خوشیاں نصیب ہوتی ہیں تو کبھی اسے تکالیف اور مشکلات کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ایسی مشکل گھڑیوں میں اسے مالکِ حقیقی ہی یاد آتا ہے اور وہ اپنی مذہبی عقائد کے اعتبار سے عبادت گاہ جا کر اکیلے یا اجتماعی طور پر عبادت بجالاتا ہے جس سے اسے دلی سکون میسر ہوتا ہے۔

ہر مذہب کی عبادت گاہ اپنی منفرد حیثیت کی ہوتی ہے جو مستطیل، چورس، لمبے ہالوں، ایک یا زیادہ منزلوں، گنبدوں اور میناروں پر مشتمل ہوتی ہے، ہر عبادت گاہ اپنے مذہبی اصولوں کے مطابق مورتیوں، بتوں، مجسموں، شکلوں یا تصاویر سے مزین ہوتی ہے۔ البتہ مسجد میں یہ تمام چیزیں نہیں ہوتیں۔ مسجد میں کسی بھی جاندار چیز کی تصویر لانا بھی جائز نہیں ہے۔

مسلمان روزانہ پانچ وقت مسجد میں نماز ادا کرتے ہیں۔ مسیحیت کے پیروکار گرجا گھر میں مقدس کتاب پڑھتے اور گیت گاتے ہیں۔ مندروں میں ہندو دھرم کے ماننے والے دن میں بھجن کیرتن اور ست شاستر پڑھتے ہیں، بودھ دھرم کے مندروں اور مڑھیوں میں بھی بھجن گائے جاتے ہیں۔ گردوارے میں سکھ مت کے ماننے والے گرنتھ صاحب کا پاٹھ کرتے ہیں اور یہودی دن رات میں تین مرتبہ بیت کنیسہ میں عبادت کرتے ہیں۔

ان تمام مذاہب کی عبادت گاہوں کی تعمیر اور عبادت کے طریقوں میں اگرچہ تھوڑا بہت فرق ہے لیکن سب ایک ہی مالکِ حقیقی کی پرستش کرتے ہیں۔

## مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالوں کے مختصر جوابات تحریر کریں۔

1. عبادت گھر سے کیا مراد ہے؟
2. گرجاگھر کے کیا نام ہیں اور اس کا نقشہ کس طرح ہوتا ہے؟
3. مسجد کی بناوٹ کس طرح ہوتی ہے؟
4. مندر کیا ہے اور کن مذاہب کی عبادت گاہ ہے؟
5. سکھوں کے گردوارے میں کون کون سی رسوم ہوتی ہیں؟

(ب) مندرجہ ذیل سوالوں کے تفصیلی جوابات تحریر کریں۔

1. اہم مذاہب کے عبادت گاہوں کا تعارف بیان کریں؟
2. اہم مذاہب کی عبادتوں کے نام اور طریقے بیان کریں؟

(ج) درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں۔

1. مسلمان دن اور رات میں نمازیں پڑھتے ہیں:

(الف) فجر اور ظہر (ب) عصر اور مغرب

(ج) عشاء (د) یہ تمام

2. مسیحیت میں عبادت کا خاص دن ہے:

(الف) جمعہ (ب) سنیچر

(ج) اتوار (د) پیر

3. یہودیوں کی عبادت دن میں ہوتی ہے:

(الف) دو مرتبہ (ب) ایک مرتبہ

(ج) تین مرتبہ (د) چار مرتبہ

4. ہندو دھرم، جین دھرم اور بودھ دھرم کی پوجا ہوتی ہے:

(الف) مندر میں (ب) گرجاگھر میں

(ج) مسجد میں (د) کنیسہ میں

5. گردوارے میں مقدس کتاب کا پاٹھ کیا جاتا ہے:

(الف) بائبل کا (ب) گیتا کا

(ج) قرآن مجید کا (د) گرو گرنتھ صاحب کا

## سرگرمی برائے طلبہ و طالبات

طلبہ و طالبات کو دنیا کے اہم مذاہب میں مروجہ عبادتوں، ان کے ناموں، عبادت گاہوں اور ان کے ناموں سے متعلق ایک مذاکرہ منعقد کریں جس میں ہر ایک طالب علم کو درج ذیل عنوانات میں سے کسی ایک پر اسائنمینٹ پیش کرے۔ مثلاً:

★ اہم مذاہب میں عبادت اور پوجا۔

★ اہم مذاہب کی عبادت گاہوں کے نام۔

★ اہم مذاہب کی عبادتوں میں یکسانیت۔

## ہدایات برائے اساتذہ کرام

طلبہ و طالبات کو یہ سمجھایا جائے کہ اہم مذاہب میں عبادت کرنے کے لیے عبادت گاہ کی کیا اہمیت ہے اور عبادت گاہ کے علاوہ کس طریقے سے مالکِ حقیقی کو راضی کیا جا سکتا ہے۔

| نئے الفاظ اور ان کے معانی | | | |
|---|---|---|---|
| لفظ | معنی | لفظ | معنی |
| صلیب | عیسائیوں کا مقدس نشان | مصلوب | سولی پر لٹکایا ہوا |
| پراتہ کال | فجر، پو پھوٹنے کے وقت | مدھیان | دوپہر |
| سایم کال | مغرب، غروب آفتاب کے وقت | کیرتن | ذکر، سکھوں کی مقدس کتاب کا پڑھنا |

# مذاہب میں پرہیز گاری، رحم دلی، ہمدردی اور سچائی کا تصوّر

**حاصلاتِ تعلم**

یہ سبق پڑھنے کے بعد طلبہ وطالبات اس قابل ہوں گے کہ وہ:

- تمام مذاہب میں پرہیز گاری کی وضاحت کر سکیں۔
- سمجھ سکیں کہ ہمدردی تمام مذاہب کی اساس ہے اور ہر جاندار سے ہمدردی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔
- اس بات کا احساس کر سکیں کہ حد سے زیادہ ہمدردی کا نتیجہ سماجی مسائل کی صورت میں نمودار ہوتا ہے۔
- "جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں ان پر رحم کیا جاتا ہے" کی وضاحت کر سکیں۔
- رحم دلی اور رحم کی اپیل کا فرق بیان کر سکیں۔
- سمجھ سکیں کہ صاحب بصیرت بزرگ حضرات رحم اور رحم دلی کے مجسم ہوتے ہیں۔
- جان سکیں کہ رحم دلی سزا کو معتدل بناتی ہے اور تمام مذاہب معاشرے میں سچائی کو قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔
- جان سکیں کہ وہ اقوام اور معاشرے جو اخلاقی پستی اور باطل کی راہ پر چلتے ہیں، وہ ہمیشہ تاریخ سے مٹ جاتے ہیں اور ان کا مٹ جانا ہی مقدر ہے۔

پرہیز گاری (Piety) کے معنی یہ ہیں کہ نیک کام کو سرانجام دیتے وقت دل میں مالکِ حقیقی کے لیے عقیدت و احترام جب کہ برے کام کے وقت آدمی کے دل میں سزا کا خوف پیدا ہو جائے۔ ایسی صفت کا حامل شخص اپنی سیرت و فکر اور کردار میں پرہیز گار، سچا، زاہد، نیک، خدا ترس، رحم دل، مہربان، ہمدرد، خواہشات پر کنٹرول کرنے والا، رشتہ داروں کا احترام کرنے والا، ملک و قوم کے لیے قربانی دینے والا، مالکِ حقیقی کو ہر دم یاد کرنے والا اور اس کی مخلوق سے محبت کرنے والا ہوتا ہے۔ دنیا کے تمام اہم مذاہب پرہیز گاری کی صفت کو بے حد اہمیت دیتے ہیں۔

اسلام میں انسان کی فضیلت کا معیار اس کی پرہیز گاری والی صفت کو مانا گیا ہے، مسیحیت میں اس خوبی کو مالکِ حقیقی کی طرف سے ایک انمول تحفہ قرار دیا گیا ہے، سناتن دھرم، بودھ دھرم، جین دھرم اور سکھ مذہب میں خود پر قابو رکھنے، دان (خیرات) کرنے اور دیا (رحم) کرنے پر بے حد زور دیا گیا ہے۔

انسان اس جہاں میں خالی ہاتھ آتا ہے اور واپس بھی خالی ہاتھ ہی جاتا ہے، مقدونیہ کے بادشاہ سکندر اعظم کی شخصیت دنیا کے عظیم فاتح حکمرانوں میں شمار ہوتی ہے، اس کے پاس مال و دولت کی کوئی کمی نہ تھی۔ ہزاروں سپاہی اس کے ایک اشارے پر جان قربان کرنے کو تیار رہتے تھے۔ جب اس کی زندگی کا آخری وقت آپہنچا تو سکندر نے وصیت کی کہ "مرنے کے بعد میرے دونوں ہاتھ کفن سے باہر نکال دینا تاکہ دنیا دیکھے کہ دنیا کا ایک عظیم بادشاہ بھی دنیا سے رخصت ہوتے وقت خالی ہاتھ تھا۔" اس لیے جو لوگ اس دنیا کی ناپائیداری کی حقیقت جانتے ہیں اور مستقبل کا ادراک رکھتے ہیں وہ اس دنیا کو ایک مہمان خانہ اور مخلوق دنیا کی خدمت سے مالکِ حقیقی کو راضی کرنے کا ذریعہ جانتے ہیں۔

**رحمدلی (Mercy) اور ہمدردی (Compassion):** رحمدلی سے مراد ہے کہ اپنے اندر انسانوں اور دوسری مخلوق کے لیے رحم اور شفقت کا جذبہ رکھا جائے۔ جبکہ ہمدردی دوسروں کے دکھوں اور تکالیف کو محسوس کر کے ان کی ہر طرح امداد کرنے کا نام ہے۔

ہر مذہب کا بنیادی مقصد انسانیت کی اخلاقی، روحانی اور دنیوی بہتری کے علاوہ ایک پرامن، پرسکون اور خوشحال معاشرے کا قیام ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے عام لوگوں میں پرہیز گاری، سچائی، رحمدلی، ہمدردی، بردباری، معافی اور عفو درگزر، دوسروں کے لیے قربانی کا جذبہ، ہر ایک کے لیے نیک خواہشات رکھنے اور عام بھلائی جیسے جذبات کا ہونا لازمی ہے۔ یہی صفات اور جذبات ہر مذہب کی بنیادی تعلیمات میں شامل ہیں۔ خصوصی طور پر ہمدردی کی صفت تو تمام مذاہب کا اولین سبق ہے۔ مقدس کتابوں میں لوگوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ نہ صرف دکھی انسانوں سے ہمدردی کریں بلکہ دیگر مخلوقات مثلاً: جانوروں، پرندوں، کیڑے مکوڑوں اور آبی حیاتیات سے بھی شفقت اور ہمدردی کا رویہ اختیار رکیں۔ کیوں کہ کتابوں میں ان باتوں سے انحرافی کرنے کی ممانعت آئی ہے اور واضح کیا گیا ہے کہ "جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جائے گا۔"

اگرچہ رحم اور ہمدردی ہر مذہب کی تعلیم ہے تاہم کسی کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی میں احتیاط کرنے بھی بڑی اہمیت ہے کیوں کہ حد سے بڑھ کر کسی کے ساتھ خیر خواہی اور ہمدردی کرنے سے بعض اوقات کچھ معاشرتی مسائل بھی جنم لیتے ہیں مثلاً: اگر کسی آدمی سے ہمدردی کر کے حد سے بڑھ کر مالی تعاون کر دیا جاتا ہے تو وہ اس کا ناجائز فائدہ اٹھا کر کچھ عرصہ بعد کاہل اور کام چور بن جاتا ہے اسی طرح بعض اوقات خیر خیرات ملنے پر لوگ خود انحصاری کی بجائے بھیک مانگنے کے عادی بن جاتے ہیں اور اسی کو ذریعہ آمدن بنا لیتے ہیں۔ جیسا کہ مشہور ہے کہ "جس نے بھیک مانگ کر کھایا اس سے محنت مزدوری جاتی رہی۔"

**رحم دلی (Mercy) اور رحم (Clemency) کا فرق:** رحم دلی کا مطلب ہے غریب، کمزور، بیماروں، ضرورت مندوں اور دکھی لوگوں کی تکالیف اور تکالیف کا احساس کرنا اور ان پر شفقت کر کے اپنے مال و دولت اور اختیار سے ان کی تکالیف کو دور کرنے کی عملی کوشش کرنا۔ جب کہ رحم کھانے (Clemency) کا مفہوم ہے کہ کسی ملزم کو سزا دینے کا فیصلہ کرنا مگر سزا کے فیصلے پر عمل درامد میں ممکن حد تک نرمی اختیار کرنا۔ یہ لفظ ملکی قوانین میں استعمال ہوتا ہے اور موت کے سزا یافتہ مجرموں کو قانون کی طرف سے یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ اپنی سزا کی تخفیف یا معافی کے لیے صوبے کے گورنر یا ملک کے صدر کو رحم کی اپیل (Clemency Appeal) کے لیے درخواست پیش کریں، اس حق کا استعمال کرتے ہوئے ملزم رحم کی درخواستیں کرتے رہتے ہیں پھر کچھ کو سزا میں تخفیف ملتی ہے کچھ کو معافی مل جاتی ہے اور کچھ مجرموں کی درخواست رد کر کے سزا کو برقرار رکھا جاتا ہے۔

تاریخ کا مطالعہ کرنے والے اساتذہ کرام اور ماہرین کا کہنا ہی کہ تاریخ خود کو دہراتی رہتی ہے، جس ملت و ملک یا معاشرے کے افراد بد کرداری یا اخلاقی پستی کا شکار ہوتے ہیں وہ صفحۂ ہستی سے مٹ جاتے ہیں اور اپنی بقا برقرار نہیں رکھ پاتے۔ اس لیے ہمیں تاریخ سے سبق سیکھنا چاہیے اور معاشرے کے ایسے افراد کو اپنا رول ماڈل بنانا چاہیے جو سچے، پرہیز گار، نیکوکار، صاحب بصیرت اور اعلیٰ اخلاقی اقدار کے مالک ہوں۔ اور ان کے نقش قدم پر چلنا چاہیے۔

## اس سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ

پرہیز گاری (Piety) کے معنی ہیں کہ نیک کام کو سرانجام دیتے وقت دل میں مالکِ حقیقی کے لیے عقیدت و احترام جبکہ برے کام کے وقت آدمی کے دل میں سزا کا خوف پیدا ہو۔ اس صفت کا حامل شخص اپنی سیرت و فکر اور کردار میں پرہیز گار، سچا، زاہد، نیک، خداترس، رحمدل، مہربان، ہمدرد، خواہشات پر کنٹرول رکھنے والا، رشتے داروں کا احترام کرنے والا، ملک و ملت کے لیے قربانی دینے والا، مالکِ حقیقی کو ہر دم یاد کرنے والا اور اس کی مخلوق سے محبت کرنے والا ہوتا ہے۔ دنیا کے تمام اہم مذاہب پرہیز گاری کی صفت کو بے حد اہمیت دیتے ہیں۔ دنیا کے عظیم فاتح سکندر اعظم نے وصیت کی تھی کہ مرنے کے بعد میرے دونوں ہاتھ کفن سے باہر کر دینا تاکہ دنیا دیکھے کہ ایک عظیم بادشاہ بھی دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے خالی ہاتھ تھا۔ جس ملت و ملک یا معاشرے کے افراد بد کرداری، اخلاقی پستی کا شکار ہوتے ہیں، وہ صفحۂ ہستی سے مٹ جاتے ہیں۔ اس لیے ہمیں تاریخ سے سبق سیکھنا چاہیے اور معاشرے کے ایسے افراد کو اپنا رول ماڈل بنانا چاہیے جو سچے، پرہیز گار، نیکوکار، صاحب بصیرت اور اعلیٰ اخلاقی اقدار کے مالک ہوں اور ان کے نقش قدم پر چلنا چاہیے۔

## مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالوں کے مختصر جوابات تحریر کریں۔

1. پرہیز گاری کیا ہے؟
2. سکندر اعظم نے کیا وصیت کی تھی؟
3. رحم کی اپیل سے کیا مراد ہے؟
4. ہمدردی کے بارے میں مذاہب کا کیا تصور ہے؟

(ب) مندرجہ ذیل سوالوں کے تفصیلی جوابات تحریر کریں۔

1. پرہیز گاری کے معنٰی اور مفہوم کو تفصیل سے بیان کریں۔
2. رحمدلی کے مطلب کی وضاحت کریں۔
3. ہمدردی کے فوائد و نقصانات تحریر کریں۔

(ج) درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں۔

1. مالکِ حقیقی کے لیے نیک عمل کے دوران عقیدت و احترام جبکہ برے کام کے وقت سزا کا خوف رکھنے کا نام ہے:

(الف) پرہیز گاری (ب) ہمدردی
(ج) رحمدلی (د) بردباری

2. جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا اس پر:

(الف) رحم کیا جائے گا (ب) رحم نہیں کیا جائے گا
(ج) آسانی کی جائے گی (د) مشکل کی جائے گی

3. حد سے زیادہ ہمدردی کرنے کے سبب:

(الف) فائدہ ہوتا ہے (ب) نقصان ہوتا ہے
(ج) مسائل پیدا ہوتے ہیں (د) ترقی ہوتی ہے

4. دوسروں کی تکلیف اور مصیبت کے احساس کا نام ہے:

(الف) دیانت داری (ب) سچائی
(ج) خوبصورتی (د) ہمدردی

5. موت کی سزا معاف کروانے کے لیے دی جانے والی درخواست کہلاتی ہے:

(الف) عرض نامہ (ب) دعوت نامہ

(ج) رحم کی اپیل (د) درخواست

## سرگرمی برائے طلبہ وطالبات

طلبہ وطالبات ذیل میں دی گئی اصطلاحات کی مختصر اًوضاحت تحریر کریں:

پرہیز گاری(Piety)-----------------------

ہمدردی(Compassion)-----------------

رحم(Mercy)-------------------------

رحم کی اپیلClemency------------------

## ہدایات برائے اساتذہ کرام

دنیا کے اہم مذاہب میں پرہیز گاری، رحمدلی اور سچائی کے بارے میں طلبہ وطالبات کو ریسرچ ورک دیا جائے، جس میں انٹرنیٹ کے مدد سے ہر مذہب میں ان صفات کا تعارف پیش کیا جائے۔

### نئے الفاظ اور ان کے معانی

| لفظ | معنی | لفظ | معنی |
|---|---|---|---|
| پستی | نیچائی، گہرائی | صاحب بصیرت | عقل مندی والا |
| خودانحصاری | خود میں سمانا | تخفیف | کمی، کم کرنا |

# احتساب اور انسانی کردار پر اس کا اثر

**حاصلاتِ تعلم**

یہ سبق پڑھنے کے بعد طلبہ و طالبات اس قابل ہوں گے کہ وہ

- احتساب کی ضرورت بیان کر سکیں۔
- جان سکیں کہ مالکِ حقیقی کے فرمان کے مطابق ہر انسان اپنے اعمال کا خود ذمے دار ہے۔
- یہ بات سمجھ سکیں کہ ایک آدمی کو اپنے کیے ہوئے کاموں کی ذمے داری اٹھانے کے لیے بے حد ہمت اور مضبوط کردار کی ضرورت ہوتی ہے۔
- کردار کی امتیازی خصوصیات کی وضاحت کر سکیں۔
- اس بات کا احساس کر سکیں کہ احتساب کی طرف فطری انداز میں قدم اٹھانے سے اختیارات کا منصفانہ استعمال اور ذمے داریوں کو ایمان داری اور بے خوفی سے ادا کرنا ممکن ہو جاتا ہے۔

لفظ احتساب (Accountablility) کے معنی ذمے داری اور جواب دہی کے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ آدمی خود کو سونپی گئی ذمے داری اور کیے گئے کاموں کی جواب داری قبول کرے، اور اعلیٰ اختیاری یا نگران محکمہ اس سے سونپی گئی ذمے داری یا کام سے متعلق باز پرس کرے تو وہ ایک فریضہ سمجھتے ہوئے اس کی وضاحت پیش کرے کہ اس نے اپنی ذمے داری کو کس انداز سے سر انجام دیا۔ اس کے اخراجات سامنے لائے اور یہ بھی واضح کرے کہ اس نے کس حد تک مطلوبہ نتائج حاصل کیے ہیں۔

دنیا میں انسان کو مالکِ حقیقی کی طرف سے بے شمار نعمتوں سے نوازا گیا ہے اور معاشرہ بھی اسے بہت سی سہولتیں فراہم کرتا ہے، ملکی اعتبار سے بھی اسے کئی حقوق حاصل ہوتے ہیں۔ ان تمام چیزوں کو وہ روزمرہ کی زندگی میں استعمال کرتا ہے، حقوق کے ساتھ فرائض کی انجام دہی بھی لازمی امر ہے۔ ہر آدمی اپنے فرض کی ادائی کے اعتبار سے مالکِ حقیقی، کسی ادارے یا معاشرے کے سامنے جوابدہ ہے۔ تمام مذاہب کی مقدس کتابوں کے اعتبار سے ہر انسان زندگی میں کیے گئے اپنے اعمال کا خود ذمے دار ہے اور مرنے کے بعد مالکِ حقیقی کے سامنے اس کا احتساب ہونا یہ ہر حال ضروری بات ہے اس لیے ہر ایک کو اپنے اپنے اعمال کی جواب دہی کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

**احتساب کی ضرورت:** احتساب اس اعتبار سے بھی بے حد ضروری ہے کہ آدمی احساس ذمے داری کے ساتھ سونپا ہوا کام دل و جان سے مکمل کرتا ہے، وقت اور حالات کے مطابق فیصلے لیتا ہے اور اپنی کوششوں کو کامیابی سے ہم کنار کرتے ہوئے نتائج میں تبدیل کرتا ہے۔ اس طرح ہر ادارے کے تمام ملازمین ادنٰی سے اعلٰی تک مقرر کردہ مقصد کے حصول کے لیے بھرپور جدوجہد کرتے ہیں۔ ملازمین میں خود اعتمادی پیدا ہوتی ہے اور ان کی اہلیت میں اضافہ ہوتا ہے، ایسے شعور اور مطلوبہ نتائج کے حصول سے ملازمین اور ان کے ادارے کی نیک نامی ہوتی ہے۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ایک آدمی کو اپنے اعمال اور فرائض کی ادائی سے متعلق احتساب کے یے بڑی ہمت اور مضبوط کردار کی ضرورت ہوتی ہے، جب وہ اپنے اعمال کی ذمے داری قبول کرتے ہوئے خود کو احتساب کے لیے پیش کرتا ہے تو اس کی ہمت اور مضبوط کردار اس کی شخصیت کے لیے امتیازی پہچان بن جاتے ہیں جس سے اس کی ذاتی اور منسلکہ ادارہ کی نیک نامی ہوتی ہے اور وہ دیگر ملازمین کے یے رول ماڈل بن جاتا ہے۔ اس کے اس فطری اور شعوری رجحان کی بدولت وہ اپنی فرض ادائی میں زیادہ دیانت دار اور بے خوف ہوتا ہے۔ فیصلے کرنے میں کسی کے دباؤ میں نہیں آتا۔ اپنی طاقت اور اختیار کا منصفانہ استعمال کرنے لگتا ہے۔

**خود احتسابی:** کامیاب لوگوں کا یہ آزمایا ہوا نفسیاتی نسخہ ہے کہ ہر آدمی رات کو سونے سے پہلے اس بات کا تجزیہ کرے کہ اس نے پورے دن میں کون کون سے اچھے کام کیے اور کون سے برے کام اس سے سرزد ہوئے ہیں، لوگوں سے اس کا برتاؤ کیسا رہا اور کن باتوں پر اسے شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا۔ پھر اچھے کاموں پر خود کو داد دے اور برے رویوں پر دل میں پشیمانی کا اظہار کرے۔ اسی طرح اپنی خامیوں اور کوتاہیوں کو بہتر کرنے کا عہد کرتے ہوئے مالکِ حقیقی کا نام لے کر سو جائے۔ روزانہ اس طرح کرنے سے اس کی خراب عادتیں اور نامناسب رویے کم ہوتے جائیں گے اور اس طرح خود احتسابی کے عمل کو اپنا معمول بنانے سے وہ ایک کامیاب اور بہترین شخصیت کا مالک بن جائے گا۔

## اس سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ

ایک انسان کی طرف سے اپنی ذات اور سونپی ہوئی ذمے داری کی جواب دہی قبول کرنے کا نام "احتساب" ہے۔ احتساب کی اس وجہ سے بے حد اہمیت ہے کہ آدمی احتساب کے خوف سے لوگ اپنی ذمے داری کو منصفانہ انداز میں سرانجام دیتا ہے اور اس کی تکمیل کے لیے بھرپور جدوجہد کرتا ہے، اسی طرح ہر انسان کو مالکِ حقیقی کے احکامات کو پورا کرنے کے لیے بھی احتساب کی ضرورت ہے۔ ان دونوں طریقوں سے ایک انسان اپنی ذات اور معاشرے میں مثبت تبدیلی لا سکتا ہے۔

## مشق

**(الف) مندرجہ ذیل سوالوں کے مختصر جوابات تحریر کریں۔**

1. احتساب کی تعریف بیان کریں؟
2. خود احتسابی کا مطلب کیا ہے؟
3. احتساب کے کوئی بھی پانچ فوائد بیان کریں؟
4. احتساب کرنے کا اختیار کس کو حاصل ہے؟
5. کیا گھر کا سربراہ احتساب کا اختیار رکھتا ہے؟

**(ب) مندرجہ ذیل سوالوں کے تفصیلی جوابات تحریر کریں۔**

1. معاشرے میں احتساب کیوں ضروری ہے؟
2. احتساب کے بارے میں مذاہب کا کیا کردار ہے؟

**(ج) درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں۔**

1. احتساب کا مطلب ہے:

(الف) جواب دہی　　(ب) حساب کتاب
(ج) احساس ذمے داری　　(د) یہ سب

2. ملازمین سے احتساب کرنے کا اختیار حاصل ہے:

(الف) حکومت کو　　(ب) اعلیٰ اختیار رکھنے والوں کو
(ج) نگران و سربراہ کو　　(د) ان سب کو

3. احتساب کی وجہ سے لوگ ذمے داری پوری کرتے ہیں:

(الف) دل و جان سے　　(ب) ایمان داری سے
(ج) دوکھادہی سے　　(د) بدعنوانی سے

4. کامیاب لوگوں کا نسخہ ہے کہ رات کو سونے سے پہلے خود کا:

(الف) احتساب کرو　　(ب) کام مکمل کرو
(ج) کھانا کھاؤ　　(د) بستر صاف کرو

5. خود احتسابی ہوتی ہے:

(الف) خود سے (ب) دوست سے

(ج) نگراں سے (د) ملازم سے

## سرگرمی برائے طلبہ و طالبات

احتساب اور خود احتسابی کا مطلب سمجھانے کے بعد طلبہ و طالبات مختلف شعبوں کے بارے میں احتساب اور خود احتسابی کی چند مثالیں تحریر کر کے استاد / استانی کو دکھائیں۔

## ہدایات برائے اساتذہ کرام

احتساب کا مفہوم ذہن نشین کرانے کے لیے طلبہ کو گھر کے سادہ ماحول کی مثال پیش کی جائے جس میں والد اپنے بڑے بیٹے کو گھر کے ماہانہ اخراجات کی ذمے داری سونپتا ہے۔

| نئے الفاظ اور ان کے معانی | | | |
|---|---|---|---|
| لفظ | معنی | لفظ | معنی |
| ہم کنار | بغل گیر | امتیازی | تمیز، ترجیح |
| تجزیہ | تقسیم کرنا، تحلیل کرنا | سرزد ہونا | عمل میں آنا |
| پشیمانی | غلطی کا احساس | | |

# مذہبی اعتبار سے وقت اور اس کی پابندی کی اہمیت

**حاصلاتِ تعلم**

یہ سبق پڑھنے کے بعد طلبہ وطالبات اس قابل ہوں گے کہ وہ:

- بتا سکیں کہ تمام مذاہب، عبادت کے مقررہ اوقات، وقت کی اہمیت پر زور دیتے ہیں۔
- فلکیات سے متعلق مسائل اور فیصلوں کے وقت، درست وقت کی اہمیت کا احساس کر سکیں۔

ستاروں اور سیاروں کے بارے میں تحقیق کرنے کا نام فلکیات (Astronomy) ہے۔ اس کائنات میں جو بھی سیارے، سیارچے یا ستارے ہیں، ان کی گردش اور بناوٹ کا جو طبعی اور انسانی معاملات میں اثر ہماری دھرتی اور لوگوں پر ہوتا ہے، اس کا تفصیلی مطالعہ بھی علم فلکیات کے دائرے کار میں آتا ہے۔

پوری کائنات کا خالق و مالک ایک مالکِ حقیقی ہی ہے اور انسان کو اس کی بنائی دنیا کے بارے میں مکمل علم نہیں ہے کیونکہ ہمارے نظام شمسی کی طرح کے اور بھی کئی نظام اس وسیع کائنات میں موجود ہیں، جن کی تحقیق اور مطالعے کے لیے ہزاروں فلکیاتی سائنسدان اور ماہرین اپنی سمجھ اور علم کے مطابق جدوجہد میں لگے ہوئے ہیں، موجودہ وقت تک انسان زمین کے سیارچے چاند پر اپنے قدم رکھ چکا ہے، اور اب مریخ اور دیگر سیاروں پر کی کوشش میں مصروف ہے۔

نظام شمسی میں موجود تمام سیارے اپنی محوری اور سورج کے گرد والی گردش کرتے رہتے ہیں ساتھ ہی ایک دوسرے سے ایک کشش بھی رکھتے ہیں۔ ان کی گردش اور کشش میں ایسی کمال کی ہنرمندی چھپی ہے کہ ان کے درمیان کبھی کوئی ٹکراؤ پیدا نہیں ہوتا، اگر بالفرض ان کی رفتاری گردش میں ایک سیکنڈ جتنا بھی فرق ہو جائے تو یہ پورا نظام تہس نہس ہو جائے۔ لیکن مالکِ حقیقی نے ان تمام فلکی چیزوں کی حرکت کے اوقات، کشش اور محور کے اندر ایسا توازن پیدا کیا ہے کہ فلکیات کے ماہرین اور سائنسدان بھی حساب لگا کر آئندہ سالوں میں چاند گرہن، سورج گرہن یا دم دار ستارے کے ظاہر ہونے کا درست وقت، سال اور دن بتا سکتے ہیں۔

زمین کی گردش دو قسم کی ہے۔ ایک روزانہ کی گردش اور دوسری سالانہ گردش۔ روزانہ کی گردش میں زمین اپنے مرکز کے گرد لٹو کی طرح گھومتی ہے اور چوبیس گھنٹوں کے اندر اس کا ایک چکر مکمل ہوتا ہے جس کے نتیجے میں زمین پر دن اور

رات نمودار ہوتے ہیں۔ جبکہ سالانہ گردش میں زمین اپنے محور پر سورج کے گرد چکر لگاتی ہے جو ایک سال یا تین سو پینسٹھ دنوں میں مکمل ہوتا ہے، اس گردش کی بدولت موسم تبدیل ہوتے ہیں اور اناج پکتے ہیں۔

زمین چوں کہ نظام شمسی کا حصہ ہے، اس لیے اس کی گردش اور دیگر سیاروں کی حرکات کے اثرات زمین اور اس پر آباد انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی پر پڑتے ہیں۔ فلکیات اور مذاہب کا تعلق بہت قدیم ہے، فلکیات کے اعتبار سے قدیم مذاہب، ان کی ریتوں رسموں اور عبادات کے طور طریقوں میں فرق ضرور ہوا ہے، لیکن عبادتوں کے اوقات اور وقت کی پابندی کی بڑی اہمیت ہے۔ اسلامی کیلینڈر چاند کی گردش کے مطابق مرتب کیا جاتا ہے، روزہ رکھنے افطار کرنے، نمازوں کی ادائی، عیدین کے تیوہاروں اور حج کرنے میں بھی قمری کیلینڈر کا اعتبار رکھا جاتا ہے، جس میں وقت کی پابندی کو سب سے اہم تصور کیا جاتا ہے، مسیحیت اور یہودیت میں عبادت کے اوقات بھی مقرر ہوتے ہیں، خاص طور پر اتوار کا دن عبادت کے لیے مقرر ہے۔ ہندو دھرم میں پوجا، تیوہاروں کی انجام دہی اور برت کے اوقات ہندی کیلینڈر کی روشنی میں مقرر ہیں۔ اس کے علاوہ شادی برات، جنم، موت، نئے مکان بنانے یا اس میں رہائش اختیار کرنے، دکان کھولنے یا کاخانہ چلانے، سفر پر روانہ ہونے یا اسی طرح کے دوسرے کسی کام کا فیصلہ کرنے کے لیے فلکیات کی ایک شاخ علم جوتش کی جنتری کو سامنے رکھا جاتا ہے اور اس میں موجود وقت اور ہر پل کی پابندی کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ بودھ دھرم، جین دھرم اور سکھ دھرم میں بھی پوجا پاٹ، برت اور تیوہاروں کے اوقات اور دن تاریخ فلکیات کی روشنی میں طے کیے جاتے ہیں۔

## اس سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ:

سیاروں، سیارچوں اور ستاروں سے متعلق تحقیق کرنے کا نام فلکیات (Astronomy) ہے۔ فلکیات کے خلائی ماہرین اور سائنسدان مالکِ حقیقی کی عطا کردہ عقل اور معلومات کے ذریعے اپنی تحقیق اور جستجو میں مصروف ہیں۔ فلکیات کا مذاہب سے تعلق بہت قدیم ہے، فلکیات کے اعتبار سے قدیم مذاہب، ریتوں رسموں اور عبادات کے طور طریقوں میں فرق ضرور ہوا ہے، لیکن عبادتوں کے اوقات اور وقت کی پابندی کی بڑی اہمیت ہے۔

اسلام میں روزہ رکھنے، افطار کرنے، نمازوں کی ادائی، عیدین کے تیوہار اور حج وغیرہ فلکیات کی روشنی میں مقرر ہیں، مسیحیت اور یہودیت میں عبادتوں کے اوقات اور مذہبی تیوہاروں کی تاریخیں بھی فلکیات کو سامنے رکھ کر طے کی جاتی ہیں، ہندو ازم میں پوجا، تیوہاروں کی انجام دہی اور برت کے اوقات کے ساتھ ساتھ شادی، غمی، جنم اور دیگر اہم فیصلے بھی علم فلکیات ہی کی مدد سے کیے جاتے ہیں، بودھ دھرم، جین دھرم اور سکھ دھرم کی پوجا پاٹ، برت، تیوہاروں کے اوقات اور دن بھی فلکیات کی روشنی میں مقرر ہیں، اس لیے ان تمام مذاہب میں وقت کی پابندی کی بہت بڑی اہمیت ہے۔

## مشق

**(الف) مندرجہ ذیل سوالوں کے مختصر جوابات تحریر کریں۔**

1. علم فلکیات کیا ہے؟
2. عیسوی، ہجری اور ہندی کیلینڈر میں کیا فرق ہے؟
3. موسم، چاند گرہن اور سورج گرہن کا قبل از وقت کیسے پتا چلتا ہے؟
4. آپ کے خیال میں وقت کی پابندی کس طرح ہو سکتی ہے؟

**(ب) مندرجہ ذیل سوالوں کے تفصیلی جوابات تحریر کریں۔**

1. وقت اور تاریخ معلوم کرنے کا فطری طریقہ کیا ہے؟
2. اہم مذاہب کے لحاظ سے وقت کی اہمیت واضح کریں۔

**(ج) درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں۔**

1. ستاروں اور سیاروں کی تحقیق کو کہتے ہیں:

(الف) کائنات (ب) فلکیات
(ج) سائنس (د) کہکشاں

2. زمین کے اپنے محور پر چکر لگانے سے وجود میں آتے ہیں:

(الف) پہاڑ (ب) درخت
(ج) سال، مہینے (د) دن اور رات

3. سورج کے گرد زمین کی محوری گردش مکمل ہوتی ہے:

(الف) ۳۶۵ دن میں (ب) ایک سال میں
(ج) بارہ ماہ میں (د) یہ سب

4. روزوں، نمازوں اور عیدین کے تیوہار منانے میں اعتبار ہوتا ہے:

(الف) چاند کا (ب) سورج کا
(ج) زمین کا (د) آسمان کا

5. زمین ایک طرح کا ہے:

(الف) ستارہ (ب) سیارہ

(ج) سیارچہ (د) کہکشاں

## سرگرمی برائے طلبہ و طالبات

طلبہ و طالبات کو دو گروہوں میں تقسیم کر کے انھیں درج ذیل عنوانات پر کام کرنے کا منصوبہ دیا جائے، جس پر معلومات جمع کر کے استاد کو دکھائیں۔

| گروپ | منصوبہ |
|---|---|
| A | شمسی اعتبار سے کیے جانے والے کام اور ان کی فہرست۔ |
| B | قمری اعتبار سے کیے جانے والے کام اور ان کی فہرست۔ |

## ہدایات برائے اساتذہ کرام

طلبہ و طالبات کو ان اہم شخصیات کے بارے میں معلومات دی جائے جنھوں نے اپنی زندگی میں وقت کی پابندی سے کامیابی حاصل کی ہو۔

### نئے الفاظ اور ان کے معانی

| لفظ | معنی | لفظ | معنی |
|---|---|---|---|
| گردش | حرکت کرنا، چکر لگانا | قمری | ہجرت سے تعلق رکھنے والا |
| محور | مرکز-دائرہ کار | افطار کرنا | روزہ کھولنا |
| کشش | کھینچنا | عیدین | دونوں عیدیں عید الاضحیٰ اور عید الفطر |

باب سوم

# معاشرتی آداب

## تدریسی معیارات

یہ باب پڑھنے کے بعد طلبہ وطالبات سے یہ امید کی جاتی ہے کہ وہ:

- مقتضا حال کے موافق آداب اپنا سکیں۔
- احساس کر سکیں کہ آداب محض یاد کرنے کے لیے نہیں ہیں بلکہ ان کو اپنی زندگی کا اٹوٹ حصہ بنایا ہے۔
- اس بات میں تفریق کر سکیں کہ دکھاوے کے طور پر آداب کا مظاہرہ کرنا محض ایک خالی دعویٰ کے مترادف ہے۔
- احساس کر سکیں کہ بس، ریل اور جہاز کے مناسب سفری آداب کی وجہ سے آدمی میں اعتماد پیدا ہوتا ہے۔

معاشرے میں بہتر تعلقات کے لیے مقرر کردہ آداب، اصول وضوابط رویوں اور طور طریقوں کو "سماجی آداب" (Etiquettes) کہا جاتا ہے۔ جن پر سماجی زندگی میں رہن سہن، میل ملاقات، بات چیت، مذہبی، کاروباری، کام کی جگہوں کے ساتھ بس، ٹرن یا جہاز کے سفر کے دوران عمل کرنا بے حد ضروری ہوتا ہے جس سے ماحول خوشگوار، کام میں سہولت ہوتی ہے اور ایک دوسری کے ساتھ اعتماد، بھروسے اور احترام میں اضافہ ہوتا ہے، جس کے باعث انسان معاشرے، قوم اور ملک میں مہذب شمار ہوتا ہے۔

اس باب میں ''آداب''، ''عبادت گاہوں کے آداب'' ، ''دفاتر اور بینکوں کے آداب''، ''بس اسٹینڈ، ریلوے اسٹیشن اور ہوائی اڈہ کے آداب'' کے ساتھ ''مارکیٹ کے آداب'' کے متعلق اسباق شامل کیے گئے ہیں۔

# آداب

**حاصلاتِ تعلم**

یہ سبق پڑھنے کے بعد طلبہ و طالبات اس قابل ہوں گے کہ وہ:

- مناسب آداب کی وضاحت کر سکیں۔
- وضاحت کر سکیں کہ ہر آدمی کو آداب کے دس اصولوں کا علم ہونا ضروری ہے۔
- معاشرتی آداب کی ضرورت بیان کر سکیں۔
- وضاحت کر سکیں کہ اہم مذاہب میں، "سنہری اصول" کا نقطہ نظر کیا ہے۔

دوسروں کے جذبات کا خیال، باہمی عزت و احترام اور ہمدردی معاشرتی آداب اور طور طریقوں کی بنیاد ہیں۔ جو انسان کے رہن سہن، بات چیت اور تعلقات کو بہتر اور خوبصورت بناتے ہیں۔ مناسب آداب اور بہتر طور طریقے معاشرے کی ترقی، خوشحالی، شہرت اور خوبصورتی میں اضافے کا سبب ہوتے ہیں۔ اس لیے روزمرہ کی زندگی میں ان پر عمل پیرا ہونا از حد ضروری ہے۔

معاشرتی آداب کے بنیادی دس اصول ذیل میں دیئے جاتے ہیں جن کو جاننا ہر ایک لیے ضروری ہے:

**ا۔ مہربان (Please) اور شکریہ (Thank you) کہنا:** جب آپ کسی سے ملتے ہیں، اس کی توجہ یا دلچسپی حاصل کرنے کے خواہاں ہوتے ہیں تو آپ کو اسے مہربان (Please) سے مخاطب ہونا چاہیے یا معاف کرنا (Please excuse me) کہنا چاہیے۔ جب وہ آپ کی طرف متوجہ ہو، آپ کی بات سنے، آپ کی مدد کرے یا کسی کام میں تعاون کرے تو خلوص اور احترام سے آپ کو اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے "آپ کا شکریہ" (Thank you) کہنا چاہیے۔ اگر کوئی آپ کو شکریہ (Thank you) کہہ رہا ہے تو آپ کو جواب میں خوش آمدید (you are welcome) کہنا چاہیے۔ اگر آپ سے کوئی غلطی ہو جائے تو اسے تسلیم کرتے ہوئے "معاف کرنا" (Sorry) کہنا چاہیے۔

**۲۔ اپنا تعارف کروانا:** آپ جس سے ملاقات کرتے ہیں ضروری نہیں ہے کہ اسے آپ کا مکمل نام آتا ہو۔ بعض اوقات سامنے والا شخص ملنے والے کا نام بھول جاتا ہے جس کی وجہ سے اسے کچھ پریشانی محسوس ہوتی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ملاقات کے وقت آدمی اپنا مکمل نام بتائے، اور ہاتھ ملائے سامنے مخاطب کا بھی مکمل نام لیا جائے اور اس کے ساتھ صاحب یا

صاحبہ کا اضافہ کر دیا جائے۔ کسی اجتماعی بیٹھک یا اجلاس کے وقت بھی ہر ایک کو اپنا مکمل نام اور مختصر تعارف کرانا چاہیے۔

**۳۔ مناسب انداز سے ہاتھ ملانا:** ملاقات کے وقت گرم جوشی سے ہاتھ ملانا چاہیے یا مصافحہ کرنا چاہیے، ملاقاتی کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اسے خوش آمدید کہنا چاہیے۔ ہاتھ ملاتے وقت حد سے زیادہ زور نہیں دینا چاہیے کہ دوسری کو تکلیف محسوس ہو۔ اگر کسی کو مصافحہ کرنا نا گوار ہو یا وہ ہاتھ نہ ملائے تو دور ہی سے ہاتھ کا اشارہ کرنا چاہیے۔

**۴۔ چلنے کا باوقار انداز اپنانا:** چلنے میں مناسب اور باوقار انداز اپنانا چاہیے۔ کرسی یا تپائی پر کسی کے سامنے بیٹھتے وقت ٹانگ پر ٹانگ نہیں رکھنی چاہیے۔ اگر کسی وقت لوگوں کا رش ہو تو قطار میں کھڑے ہو کر اپنی باری کا انتظار کرنا چاہیے۔ اپنے لباس کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔ موقع اور تقریب کی مناسبت سے کپڑوں کا انتخاب کرنا چاہیے۔ بزرگوں، عورتوں، بچوں اور معذوروں کو کھڑے ہو کر اپنی سیٹ پیش کرنی چاہیے، کسی کے سامنے چھینکنے، کھانسنے اور گزرنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ کسی مرض یا وبا کی صورت میں اپنے چہرے کو ماسک سے ڈھانپنا چاہیے اور کھانسی یا چھینک کے وقت اپنے منھ پر کپڑا یا ہاتھ دینا چاہیے۔

**۵۔ دوسروں کے لیے دروازہ کھولنے کے بعد پکڑ کر کھڑے رہنا:** آنے والے لوگوں کے لیے دروازہ کھولنا چاہیے۔ اس میں عمر اور جنس کی تفریق نہیں رکھنی چاہیے، جب کوئی کسی بزرگ، ضعیف، کمزور یا وزن اٹھانے والے شخص کو آتا دیکھے تو اس کے لیے دروازے میں سے گزرنے میں مدد کرے۔ یہ عمل اچھے اخلاق کا مظاہرہ ہے اگر کوئی شخص آپ کے لیے دروازہ کھول کر کھڑا ہو تو اس کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔

**۶۔ وقت کی پابندی کرنا:** اپنے اور دوسروں کے وقت کی قدر و قیمت کا احساس کرنا چاہیے، اگر آپ سے کسی کی ملاقات کا وقت مقرر ہو تو مقررہ جگہ پر بروقت پہنچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اگر کوئی مجبوری یا تاخیر ہو جائے تو بروقت اس کی اطلاع متعلقہ شخص تک پہنچائی جائے۔ کسی بھی تقریب میں وقت سے بہت پہلے اور نہ ہی اتنی تاخیر کرنی چاہیے کہ لوگوں کو انتظار کی زحمت اٹھانی پڑے۔

**۷۔ مخاطب کی بات کو احترام اور توجہ سے سننا:** کسی سے بات کرتے وقت پہلے اس کی بات توجہ سے سننا چاہیے اور پھر ادب و احترام کے ساتھ اس کا جواب دینا چاہیے۔ گفتگو درمیانہ اور نرم لہجے میں ہونی چاہیے۔ بہت زیادہ آواز کو بلند نہیں کرنا چاہیے، کسی کی بات کو درمیان سے نہ کاٹنا چاہیے۔ اگر آپ اس کی بات سے متفق نہیں ہیں تو اپنے آپ پر ضبط رکھتے ہوئے نرم اور باادب انداز میں اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ غیر ضروری باتوں، گالی گلوچ، غیبت اور دوسروں پر طنز کرنے سے بچنا چاہیے۔

**۸۔ موبائل فون کے استعمال میں آداب کا خیال رکھنا:** کام کے دوران دفتر، کسی تقریب یا قطار میں ہوتے وقت اپنا موبائل فون سائلینٹ موڈ (Silent mode) پر پابند رکھنا چاہیے۔ عام حالات میں رنگ ٹیون (Ringtune) دھیمے اور اچھی آواز

والی منتخب کرنی چاہیے۔ ضروری کال کے وقت "معاف کیجیے" ( Sorry) کہہ کر کسی ایک طرف ہو کر آہستہ آواز میں بات کرنی چاہیے۔

**۹۔ تکلیف میں مبتلا لوگوں کی مدد کرنا:** کسی بھی جگہ اگر کوئی مصیبت میں پھنسا ہوا نظر آئے تو فوراً اس کی مدد کرنی چاہیے۔ روڈ حادثات میں زخمی لوگوں کی ہر طرح امداد کرنی چاہیے۔ آگ لگنے یا عمارت گرنے کی صورت میں آگ بجھانے اور لوگوں کو باہر نکالنے جیسے کاموں میں بھرپور حصہ لے کر انسانیت کی خدمت کی جائے۔

**۱۰۔ ہر جگہ صفائی کا خاص خیال رکھنا:** اپنے گھر، اسکول، دفتر، دعوت و تقریبات میں یا سیر و تفریح کے دوران کھانے پینے اور استعمال کے بعد بچ جانے والی چیزوں، مثلاً: کچرا، پلاسٹک شاپر اور ریپرز وغیرہ کوڑے دان میں پھینکنا چاہیے۔ کانچ یا ٹین کا سامان الگ الگ ٹوکریوں میں پھینکنا چاہیے۔

**معاشرتی آداب کی اہمیت:** اس دنیا کو بہتر انداز میں قابل رہائش بنانے کے لیے معاشرتی آداب کی بے حد اہمیت ہے۔ جن پر عمل پیرا ہونے سے ہر ایک کی شخصیت میں خوبصورتی، وقار اور عزت کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس کی نیک نامی چار سو بڑھ جاتی ہے۔ معاملات میں آسانی پیدا ہو جاتی ہے، دفاتر اور اداروں کے ملازمین جذبے، اطمینان اور سکون سے کام کرتے ہیں۔ جس سے نہ صرف ان کی کارکردگی اور وہاں کا ماحول بہتر ہوتا ہے بلکہ ملازمین، مالکان اور صارفین کے درمیان باہمی عزت واحترام کا رشتہ استوار ہوتا ہے اور وہ پیداواری جگہوں پر جاتے ہیں، معاشرتی بدنظمی اور جھگڑوں میں کمی واقع ہوتی ہے۔ اگر کسی سے غلطی ہو جائے تو معافی اور درگزر کرنے کا دروازہ کھلا رہتا ہے۔ شکایت، حسد، کینہ، بغض اور غیبت جیسی منفی عادات وصفات میں کمی واقع ہوتی ہے جس سے ایک پرسکون اور اطمینان بخش ماحول تشکیل پاتا ہے۔

**سنہری اصول (Golden Rule):** تمام مذاہب کی بنیادی تعلیمات کے مطابق معاشرتی آداب میں سنہری اصول (Golden Role ) کا مطلب یہ ہے کہ: آپ دوسروں سے وہی سلوک کریں جس کی آپ دوسروں سے توقع رکھتے ہیں۔"

لوگوں کے احترام، ان کے جذبات کے خیال رکھنے اور ان کی ضروریات سے باخبر ہونے کا دوسرا نام معاشرتی آداب اور بہتر معاملات ہے۔ جن کی معاشرے میں بہت بڑی اہمیت ہے۔ اس پر عمل کرنے سے ایک خوشحال معاشرہ وجود پائے گا۔ اس لیے یاد رکھنا چاہیے: "عزت دینے سے ہی عزت ملتی ہے۔"

### اس سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ

اس سبق سے معلوم ہوا کہ دوسرے لوگوں کے جذبات کا خیال، باہمی عزت و احترام اور ہمدردی معاشرتی آداب کی بنیاد ہیں۔ جو انسان کے رہن سہن، بات چیت اور تعلقات کو بہتر اور خوبصورت بناتے ہیں، اچھے آداب اور بہتر طور طریقے

معاشرے کی ترقی، خوشحالی، شہرت اور خوبصورتی میں اضافہ کا سبب ہوتے ہیں۔ تمام مذاہب کی بنیادی تعلیمات کے مطابق معاشرتی آداب میں سنہری اصول (Golden Role) کا مطلب یہ ہے کہ: "آپ دوسروں سے وہی سلوک کریں جس کی آپ دوسروں سے توقع رکھتے ہیں، لوگوں کے احترام، ان کے جذبات ے خیال رکھنے اور ان کی ضروریات سے باخبر ہونے کا دوسرا نام معاشرتی آداب اور بہتر معاملات ہے، جن کی معاشرے میں بڑی اہمیت ہے، ان پر عمل کرنے سے ایک خوشحال معاشرہ وجود پائے گا، اس لیے یاد رکھنا چاہیے: عزت دینے سے ہی عزت ملتی ہے۔

## مشق

**(الف) مندرجہ ذیل سوالوں کے مختصر جوابات تحریر کریں۔**

1. آداب سے کیا مراد ہے؟
2. موبائل فون کے استعمال کے کیا آداب ہیں؟
3. کسی کو تکلیف میں مبتلا دیکھ کر کیا کرنا چاہیے؟
4. کسی سے مخاطب ہونے کے کیا آداب ہیں؟
5. آدمی کو چلنے میں کیا انداز اپنانا چاہیے؟

**(ب) مندرجہ ذیل سوالوں کے تفصیلی جوابات تحریر کریں۔**

1. معاشرے میں آداب کیوں ضروری ہیں؟
2. ملاقات کے آداب پر ایک مفصل نوٹ لکھیں۔
3. آپ کی نظر میں وہ کیا آداب ہیں جن کی معلومات ہر ایک کو ہونا لازمی ہے؟

**(ج) درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں۔**

1. اگر کوئی غلطی ہو جائے تو کہنا چاہیے:

(الف) مہربان　　(ب) خوش آمدید

(ج) معاف کرنا / معافی چاہتا ہوں　　(د) صاحب و صاحبہ

2. اگر کسی کے ساتھ ملاقات طے ہو تو لازمی ہے:

(الف) فون کال کرنا　　(ب) وقت کی پابندی کرنا

(ج) اپنا تعارف کروانا　　(د) دیر سے ملاقات کرنا

3. گفتگو کے دوران لازمی ہے:

(الف) کتاب پڑھنا　　(ب) موبائل فون چلانا

(ج) دروازہ کھولنا　　(د) توجہ سے بات سننا

4. اپنے ماحول کو رکھنا چاہیے:

(الف) صاف ستھرا　　(ب) شور والا

(ج) خراب　　(د) ٹھنڈا اور گرم

5. سنہری اصول ہے کہ دوسروں سے وہی سلوک کریں جس کی آپ دوسروں سے:

(الف) کھیلتے ہیں　　(ب) بات کرتے ہیں

(ج) ساتھ گھومنے جاتے ہیں　　(د) اپنے لیے چاہتے ہیں

## سرگرمی برائے طلبہ و طالبات

طلبہ و طالبات کو چاہیے کہ وہ رول پلے (Role Play) کے ذریعہ کلاس میں دس سنہری اصولوں کا عملی مظاہرہ کریں۔

## ہدایات برائے اساتذہ کرام

طلبہ و طالبات کو آزادانہ اور بااصول زندگی گزارنے کی اہمیت سے آگاہ کیا جائے اور بااصول زندگی میں آداب کی حیثیت سمجھائی جائے۔

| نئے الفاظ اور ان کے معانی | | | |
|---|---|---|---|
| لفظ | معنی | لفظ | معنی |
| مصافحہ | ملاقات کے وقت ہاتھ سے ہاتھ ملانے کا عمل۔ | طنز | تعنہ، مسخر، رمز کے ساتھ ہاتھ ملانا۔ |

# عبادت گاہوں کے آداب

**حاصلاتِ تعلم**

یہ سبق پڑھنے کے بعد طلبہ و طالبات اس قابل ہوں گے کہ وہ:

- واضح کر سکیں کہ عبادت گاہیں، مذہب، رنگ و نسل اور ذات کے فرق کے بغیر ہر ایک کے لیے کھلی ہوتی ہیں۔
- اس بات کو یقینی بنا سکیں کہ عبادت گاہوں میں جاتے وقت، مناسب لباس، ننگے پاؤں اور وقت کا خیال رکھا جائے گا۔
- عبادت گاہوں کے تقدس اور نگرانی کے انتظام کا ہر طرح خیال رکھ سکیں۔
- انتشار کے اسباب سے باخبر ہو کر ان سے احتراز کر سکیں۔

ہر معاشرے میں اور ملک میں عبادت گاہوں کو مقدس مقام حاصل ہے۔ جہاں پر لوگ پوجا اور عبادات سر انجام دیتے ہیں، ہر عبادت گاہ اپنے ماننے والوں کے لیے نہایت ادب و احترام اور تقدس کی جگہ ہوتی ہے جس میں عبادت اور پوجا کرنے کا ملک کے ہر شہری کو ہے وہ اکثریت سے ہو یا اقلیت میں ہوں، آئینی طور پر حق حاصل ہے۔ ساتھ ہی ہر آدمی کو اپنی مذہبی عبادت گاہوں کے علاوہ دوسروں کی عبادت گاہوں کے احترام کا بھی پابند کیا گیا ہے۔ تمام مذہبی عبادت گاہوں کے لیے تقدس و احترام کے کچھ اصول و آداب مرتب کیے گئے ہیں، جن میں سے کچھ اس طرح ہیں:

- تمام مذاہب اور عقائد کا سب کو ہر طرح احترام کرنا چاہیے۔
- کسی بھی عبادت گاہ میں جانے سے پہلے اپنا موبائل فون بند کر دینا چاہیے۔
- مناسب لباس اور ننگے پاؤں ہونے کا اہتمام کرنا چاہیے۔
- سیاح یا دوسرے مذہب کا ہونے کی صورت میں وہاں ہونے والی سرگرمی میں شامل ہو جائے ورنہ ادب و اطمینان سے ایک طرف بیٹھ جانا چاہیے۔

اہم مذہب کی عبادت گاہیں اور وہاں جانے کے آداب:

## مسجد:

- مسجد میں جانے سے پہلے وضو کرنا چاہیے یا ہاتھ منھ دھولینا چاہیے اور جوتے اتار کر اندر جانا چاہیے۔
- بیٹھتے وقت پاؤں قبلہ رخ نہیں ہونے چاہیں۔
- سر پر ٹوپی یا کپڑا ہونا چاہیے۔
- مسجد میں داخل ہوتے وقت دایاں پاؤں اندر رکھیں اور نکلتے وقت بایاں پاؤں باہر نکالنا چاہیے۔
- عورتوں کو اپنا جسم اس طرح ڈھانپنا چاہیے کہ (ہاتھوں اور چہرہ کے علاوہ) کوئی بھی عضو کھلا ہوا نہیں ہونا چاہیے۔

## چرچ:

- عبادت شروع ہونے سے قبل خاموش رہنا چاہیے، لائبریری کی طرح کی خاموشی ہونی چاہیے۔
- اتوار کے دن والی "پاک شراکت" (ہولی کمیونیئن) میں اول تا آخر شرکت کرنی چاہیے اور عبادت کو مکمل وقت دینا چاہیے۔
- گانے بجانے یا موسیقی پر تالی بجائی جائے نہ ہی کوئی داد دی جائے۔
- دعا کے بعد "آمین" کہنا چاہیے۔

## کنیسہ:

- یہودی عبادت کے دوران "کپا" ٹوپی پہنتے ہیں، وہ پہننی چاہیے۔
- یہودیوں کی عبادت تین چار گھنٹوں پر مشتمل ہوتی ہے، اس میں اٹھنا بیٹھنا زیادہ ہوتا ہے۔
- اوران کی طرح شرکت کی جائے یا باہر نکل جانا چاہیے۔
- مقدس کتاب کو فرش پر نہیں رکھنا چاہیے، اگر پڑی ہوئی مل جائے تو اٹھا کر چوم کر مناسب جگہ رکھنی چاہیے۔
- واہ واہ کی آواز نہ کی جائے۔

## بودھ دھرم کا مندر یا مڑھی:

- جوتے اور کلاہ اتار دینے چاہییں۔
- مناسب لباس پہننا چاہیے، جھانگیے یا نیکر کی بجائے پینٹ پہنی چاہیے۔

- گوتم بودھ کی مورتی کو نہیں چھونا چاہیے، عاجزی سے دو تین قدم پیچھے ہٹ کر واپس ہونا چاہیے۔
- راہب، راہبہ یا رکھوال آئے تو کھڑے ہونا چاہیے۔
- کوئی چیز لیتے یا دیتے وقت دایاں ہاتھ استعمال کرنا چاہیے۔
- داخل ہونے کے لیے دایاں اور نکلنے کے لیے بایاں پاؤں استعمال کرنا چاہیے۔
- پیشوا کے سامنے ہاتھ جوڑ کر، تھوڑا جھکتے ہوئے، نمسکار کرنا چاہیے۔

## ہندو مندر یا مڑھی:

- جوتے باہر اتار کر جانا چاہیے۔
- پرساد لینے یا کسی اور کام کے لیے دایاں ہاتھ استعمال کرنا چاہیے۔
- پوجا میں شرکت کرنی چاہیے ورنہ ایک طرف خاموشی سے بیٹھ جانا چاہیے۔
- اندر جاتے وقت چھت میں لٹکی ہوئی گھنٹی بجانی چاہیے۔
- پوجا سے پہلے اور بعد میں دیوی دیوتاؤں کے لیے "جے ہو" بولنا چاہیے یا خاموش رہنا چاہیے۔

## گردوارا:

- جوتے اتار دینے چاہییں۔
- سر پر پگڑی یا کپڑا باندھنا چاہیے۔
- عبادت میں حصہ لو ورنہ خاموشی اختیار کرنی چاہیے، گیتوں کے وقت خاموشی اور ادب کا لحاظ رکھنا چاہیے۔
- واہ گرو کہو یا خاموش رہنا چاہیے۔ "جے ہو" بولنا چاہیے یا خاموش رہنا چاہیے۔
- کڑاہ پرساد میں شرکت کرنی چاہیے۔

آپ کے گاؤں، شہر یا ارد گرد میں کوئی آپ کے مذہب یا کسی دوسرے مذہب کی عبادت گاہ ہو تو اس کے تقدس اور تحفظ کی بھرپور کوشش کریں اس کی دیکھ بھال کریں۔ اگر دوسرے مذہب سے تعلق رکھنے والا کوئی آدمی آپ کی عبادت گاہ میں آنا چاہے تو اسے منع نہیں کرنی چاہیے، کیوں کہ عبادت گاہیں بغیر کسی مذہب، رنگ، ذات اور نسلی امتیاز کے سب کے لیے کھلی ہونی چاہییں۔ اگر آپ کا کسی کو دوسرے مذہب کی عبادت گاہ میں جانے کا ارادہ ہو تو پہلے وہاں کی انتظامیہ سے اجازت لینی چاہیے اور آداب کا ہر طرح سے خیال رکھنا چاہیے۔ آپ کے علاقے میں کسی دوسرے مذہب کی عبادت گاہ زبوں حال ہو تو اس کے اسباب معلوم کرنے چاہییں تاکہ اسے مزید تباہی سے بچایا جاسکے۔

## اس سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ

اس سبق سے معلوم ہوا کہ کسی بھی معاشرے یا ملک میں مذہبی عبادت گاہوں کو مقدس مقام حاصل ہے۔ جہاں پر لوگ عبادت اور پوجا سرانجام دیتے ہیں۔ ہر عبادت گاہ اپنے ماننے والوں کے لیے نہایت ادب و احترام اور تقدس کی جگہ ہوتی ہے۔ تمام مذہبی عبادت گاہوں کے لیے مقرر کردہ اصول و آداب کا لحاظ رکھنا ہر ایک پر لازمی ہے، سبھی مذاہب اور عقائد کا احترام کرنا چاہیے۔ مقدس جگہوں میں جاتے وقت موبائل فون بند رکھنے، مناسب لباس اور ننگے پاؤں رہنے کا بھی اہتمام کرنا چاہیے، سیاح یا دوسرے عقیدے کا ہونے کی صورت میں وہاں کی رسموں میں شرکت کرنی چاہیے ورنہ خاموشی اور ادب سے ایک طرف بیٹھ جانا چاہیے۔

آپ کے گاؤں، شہر یا ارد گرد میں آپ کے مذہب یا کسی دوسرے مذہب کی عبادت گاہ ہو تو اس کے تقدس اور تحفظ کی بھرپور کوشش کریں۔ اس کی دیکھ بھال کریں۔ اگر دوسرے مذہب سے تعلق رکھنے والا کوئی آدمی آپ کی عبادت گاہ میں آنا چاہے تو اسے منع نہیں کرنی چاہیے کیوں کہ عبادت گاہیں بغیر کسی مذہب، رنگ یا نسل اور نسلی امتیاز کے سب کے لیے کھلی ہونی چاہییں۔

## مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالوں کے مختصر جوابات تحریر کریں۔

1. مسجد میں بیٹھنے کے آداب کیا ہیں؟
2. مندر میں جانے کے آداب بیان کریں؟
3. چرچ میں جانے کے کیا آداب ہیں؟
4. کنیسہ کے آداب لکھیں؟
5. بودھ دھرم اور سکھ مت کے مذہبی مقامات میں جانے کے آداب کیا ہیں؟

(ب) مندرجہ ذیل سوالوں کے تفصیلی جوابات تحریر کریں۔

1. کسی بھی معاشرے میں مذہبی مقامات کی کیا اہمیت ہے؟
2. عبادت گاہوں کے تقدس کے حوالے سے مقرر کردہ آداب کیا ہیں؟

(ج) درست جواب پر ”✓“ کا نشان لگائیں۔

1. عبادت گاہ میں جانے سے قبل ضروری ہے:

(الف) نیا لباس پہننا (ب) موبائل فون بند کرنا

(ج) چیزیں تقسیم کرنا (د) تعریف کرنا

2. کسی چیز کے دیتے اور لیتے وقت استعمال کرنا چاہیے:

(الف) پلاسٹک شاپر (ب) نیا برتن

(ج) بایاں ہاتھ (د) دایاں ہاتھ

3. مسجد میں جاتے وقت وضو کرنے کے علاوہ ضروری ہے:

(الف) جوتے اتارنا (ب) خیرات کرنا

(ج) نئے کپڑے اور جوتے پہننا (د) پرساد لینا

4. کسی دوسرے مذہب کا ماننے والا آپ کی عبادت گاہ میں آنا چاہتا ہے تو:

(الف) اس کو پرساد دو (ب) اس کو مٹھائی کھلاؤ

(ج) اسے منع نہ کرو (د) اسے روک دو

5. کسی بھی عبادت گاہ میں جانے کے لیے ضروری ہے:

(الف) خاموش رہنا اور مناسب لباس پہننا (ب) جوتے اور کلاہ پہننا

(ج) پرساد لینا اور واہ گرو کہنا (د) نئے کپڑے پہننا

## سرگرمی برائے طلبہ وطالبات

طلبہ وطالبات کو چاہیے کہ وہ قریبی علاقے میں جاکر اپنی مذہبی اور دیگر مذہبی عبادت گاہوں کا معائینہ کریں، وہاں کی انتظامیہ سے معلومات جمع کرکے کلاس میں پیش کریں۔

## ہدایات برائے اساتذہ کرام

اہم مذاہب میں عبادت گاہ کے آداب معلوم کرنے کے لیے طلبہ و طالبات کو منصوبی طریقے (Project method) کے مطابق کام دیا جائے۔

| نئے الفاظ اور ان کے معانی | | | |
|---|---|---|---|
| لفظ | معنی | لفظ | معنی |
| تقدس | پاکیزگی | راہب | مذہبی رہنما، پیشوا |
| پرساد | دھرمی طعام | احتراز | پرہیز، اجتناب |

# دفاتر اور بینکوں کے آداب

**حاصلاتِ تعلم**

یہ سبق پڑھنے کے طلبہ وطالبات اس قابل ہوں گے کہ وہ:

- جان سکیں کہ مطلوبہ کام کے لیے کون سے دفتر، کس وقت جانا چاہیے۔
- اس بات کی اہمیت سمجھ سکیں کہ کسی دفتر میں متعلقہ ملازم سے ملنے کے لیے کس اعتماد کی ضرورت ہوتی ہے۔
- بینک جاتے وقت مطلوبہ کاؤنٹر تلاش کرکے باری کا انتظار کر سکیں۔
- رقم جمع کروانے اور نکلوانے کا طریقہ جان سکیں۔
- جان سکیں کہ بچت کرنے کے لیے بینک سے رہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے۔

دفاتر اور بینکیں موجودہ دور میں زندگی کا اہم حصہ ہیں۔ ہر آدمی کو مختلف کام کاج کے لیے یا پیسوں کی لین دین کے لیے مختلف دفاتر اور بینکوں میں جانا پڑتا ہے۔ جیسا کہ دفاتر اور بینکوں میں کام کے لیے آنے والوں کی تعداد زیادہ اور کام نمٹانے والے ملازمین کی تعداد کم ہوتی ہے۔ اس لیے اس کام کو آسانی اور جلد از جلد مکمل کرنے اور ماحول کو خوش گوار رکھنے کے لیے بعض اصولوں، آداب اور قواعد کی معلومات ہونا اور ان کے مطابق عمل پیرا ہونا بے حد ضروری ہے۔

## درج ذیل دفاتر اور بینکوں میں جانے کے کچھ اصول و آداب

1. جس کام کے لیے دفتر میں جانا ہے اس کی پہلے ہی تیاری کرنا بہت اہم ہے، مطلوبہ کاغذات اور شناختی کارڈ کی اضافی فوٹو اسٹیٹ کاپیاں ایک لفافہ میں رکھنے چاہئیں۔ گھر سے نکلتے وقت ایک دفعہ پھر ان کو چیک کرنا چاہیے۔
2. جس سیکشن میں کام ہو اسے تلاش کرکے وہاں پر موجود کلرک یا آفیسر سے ملنا چاہیے۔
3. اگر وہاں زیادہ لوگ جمع ہوں تو قطار بنانی چاہیے اور اپنی باری کا انتظار کرنا چاہیے۔ قطار میں صبر و تحمل کا مظاہرہ کرنا چاہیے، قطار میں اپنی جگہ نہیں چھوڑنی چاہیے، کسی کو دھکا نہ دیں اور آگے ہونے کی کوشش نہ کریں۔ قطار میں مصروفیت کے لیے موبائل فون استعمال کرتے وقت آڈیو یا ویڈیو کی کے لیے ایئر فون کا استعمال کرنا چاہیے، فون کی گھنٹی سائیلینٹ پر

رکھنی چاہیے، ضروری بات کرنے کے لیے ایک سائڈ میں کھڑے ہو کر رابطہ کرنا چاہیے، بات چیت مختصر اور درمیانہ لہجے میں ہونی چاہیے، ای میل اور مسیج چیک کر سکتے ہیں، دیر کی صورت میں غصہ کا اظہار نہیں کرنا چاہیے اور نہ ہی قطار میں کسی دوسرے کے لیے جگہ بنانے کا کام کیا جائے۔

4. متعلقہ افسر سے اعتماد سے سوچ سمجھ کر گفتگو کرنی چاہیے، بات دھیان سے سننا چاہیے اور درمیان سے نہیں کاٹنی چاہیے، بازاری یا غیر مانوس زبان کے الفاظ استعمال کرنے سے گریز کرنا چاہیے۔ قابل فہم ہوں تو کوئی بات نہیں ہے، اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے مخاطب سے درمیانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے متعلقہ کاغذات پیش کرنے چاہیں۔
5. اپنے چہرہ کے تاثرات فطری رکھنے چاہیں، غصہ، حیرت، یا نفرت کا اظہار نہیں کرنا چاہیے۔ ہاتھ کے اشارے بھی قدرتی انداز والے ہونے چاہیں تاکہ کسی کو برا محسوس نہ ہو، سر ہلا کر بھی مثبت رویہ کا اظہار کیا جا سکتا ہے۔
6. بار بار اپنے بالوں پر ہاتھ نہیں پھیرنے چاہیں، انگلیوں کو چٹخانہ نہیں چاہیے اور نہ ہی بال پوئنٹ پین یا چابیوں سے کاؤنٹر اور میز کو بجانا چاہیے۔
7. بڑے عہدوں پر فائز لوگوں کے لیے محترم، محترمہ، سَر، میڈم جیسے الفاظ استعمال کرنے چاہیے۔
8. بینک میں جاتے وقت درجِ بالا اصولوں کے علاوہ درجِ ذیل ہدایات پر عمل کرنا ضروری ہے:

- بینک میں چیک تبدیل کروانا ہو یا رقم اپنے اکاؤنٹر میں جمع کروانی ہو تو چیک یا رقم جمع کروانے والا فارم گھر سے ہی پُر کر کے جانا چاہیے، یا بینک کے متعلقہ ڈیسک پر فارم پُر کر کے کاؤنٹر پر جانا چاہیے اور رش ہونے کی صورت میں قطار قطار میں کھڑے ہو کر اپنی باری کا انتظار کرنا چاہیے۔
- یوٹیلٹی بلز یا چالان کی ادائی ہو، آن لائین رقوم منتقلی کا مسئلہ ہو تو متعلقہ کاؤنٹر پر ہی جانا چاہیے اور رش کی صورت میں باری کا انتظار کرنا چاہیے۔
- بینک میں اپنا موبائل فون سائلینٹ یا وائبریشن موڈ میں رکھنا چاہیے، ضروری کال کی صورت میں مختصر اور درمیانہ آواز میں بات کرنی چاہیے یا بعد میں کال کرنے کا کہنا چاہیے۔
- رقم وصول کرنے کے بعد وہیں پر اس کی گنتی کرنی چاہیے، کمی بیشی کی صورت میں کیشیئر سے رجوع کرنا چاہیے۔
- کھانسی یا چھینک کی صورت میں منھ پر ہاتھ رکھنا چاہیے یا منھ پھیر دینا چاہیے۔
- کورونا کی وجہ سے ہر وقت اور فلو کی وجہ سے خاص طور پر چہرے پر ماسک اور مجوزہ فاصلے کا اہتمام رکھنا چاہیے۔
- ہمیشہ خندہ پیشانی سے پیش آنا چاہیے، سامنے والا اگر غیر مناسب رویہ اختیار کرے تب بھی اس کو مسکراتے چہرے کے ساتھ شکریہ (Thank you) کہنا چاہیے۔

- اگر آپ کو اپنی رقم کو بچت اکاؤنٹ میں محفوظ کرنے کا ارادہ ہو تو بینک مینیجر سے مل کے بینک کی بچت اسکیموں کی تفصیل معلوم کرنی چاہیے، اطمینان کرنے کے بعد پسندیدہ بچت اکاؤنٹ کا انتخاب کرنا چاہیے اور انتخاب کرنے کے بعد کھاتے کو فعال رکھنے کے لیے دی گئی ہدایات پر عمل کرنا لازمی ہے۔

طلبہ کے لیے بینکوں میں اسپیشل بچت اکاؤنٹ کھلوانا پڑتا ہے۔ بہت سے بینک مالکان اپنے کارندے اسکولوں میں بھیجتے ہیں، تاکہ وہ شاگردوں کو بچت اکاؤنٹ کھولنے کی ترغیب دیں۔ اس موقعے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے طلبہ کو ایسے بچت اکاؤنٹ کھلوانے چاہییں اور پھر اپنے ماہانہ جیب خرچ سے بچا کر تھوڑی بہت رقم اس میں جمع کروانی چاہیے تاکہ اسے بوقت ضرورت استعمال کیا جاسکے۔

## اس سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ

اس سبق سے معلوم ہوا کہ دفاتر اور بینک ہماری زندگی کا اہم حصہ ہیں۔ ہر آدمی کو اپنے مختلف کام کاج کے لیے یا رقوم کی لین دین کے لیے مختلف دفاتر اور بینکوں میں جانا پڑتا ہے، کام کو آسانی اور جلدی سے نمٹانے اور ماحول خوش گوار بنانے کے لیے دفاتر اور بینکوں کے لیے بعض اصول وضوابط اور آداب مرتب کیے گئے ہیں۔ ہر ایک کے لیے ان کو جاننا اور ان پر عمل کرنا بے حد ضروری ہے۔

جس دفتر میں جانا ہو اس کے لیے تیاری کرنا ضروری ہے، مطلوبہ کاغذات اور شناختی کارڈ کی اضافی فوٹو اسٹیٹ کاپیاں ساتھ رکھنا لازمی ہیں، متعلقہ ملازم سے بااعتماد لہجے میں سوچ سمجھ کر بات کرنی چاہیے، مخاطب کو دھیان سے سننا چاہیے اس کی بات درمیان سے نہ کاٹی جائے بڑی عمر والے کو محترم، محترمہ، سَر یا میڈم جیسے الفاظ سے خطاب کرنا چاہیے، دفاتر اور بینکوں میں جاتے وقت موبائل فون کو سائلینٹ یا وائبریشن موڈ پر رکھنا چاہیے، اور ضروری کال کی صورت میں درمیانہ انداز سے بات کرنی چاہیے یا بعد میں کال کرنے کا کہنا چاہیے۔

## مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالوں کے جوابات تحریر کریں۔

1. دفتر کا مطلب کیا ہے؟
2. بینک کے کیا کیا کام ہیں؟
3. آن لائین منتقلی سے کیا مراد ہے؟

4. طلبہ کو بینک سے کیا فوائد حاصل ہو سکتے ہیں؟

5. بل کی ادائی کا طریقہ اپنے الفاظ میں بیان کریں؟

(ب) مندرجہ ذیل سوالوں کے تفصیلی جوابات تحریر کریں۔

1. کسی دفتر میں جانے سے قبل کیا تیاری کرنی چاہیے؟

2. بینک کی داخلی احتیاطی تدابیر بیان کریں؟

3. بینک میں اکاؤنٹ کھلوانے کا طریقہ اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

(ج) درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں۔

1. بینک کے اہم خدمت ہے:

(الف) بل وصول کرنا (ب) قرضے فراہم کرنا

(ج) اکاؤنٹ کھولنا، لین دین کرنا (د) یہ سب

2. سرکاری ملازمین کا کام ہے:

(الف) عوام کی خدمت (ب) سرکاری کام

(ج) اپنا کام (د) قانون کی پیروی

3. اگر بینک یا دفتر میں رش ہو تو آدمی کو چاہیے کہ:

(الف) جلد بازی کرے (ب) اپنی باری کا انتظار کرے

(ج) کسی کو مدد کا کہے (د) موبائل فون پر بات کرے

4. کام مکمل ہونے پر سامنے والے کو کہنا چاہیے:

(الف) الوداع (ب) شکریہ

(ج) مبارک ہو (د) سلام

5. بینک میں بچت اکاؤنٹ کھلوانے کا مقصد ہوتا ہے:

(الف) بچت کرنا (ب) ملازمت کرنا

(ج) غصہ کرنا (د) خوش ہونا

## سرگرمی برائے طلبہ و طالبات

طلبہ و طالبات کلاس میں ایک خاکہ پیش کریں جس میں بینک کے اکاؤنٹ کھلوانے اور ثانوی و اعلیٰ ثانوی بورڈ کے دفتر میں امتحانی فارم جمع کروانے کو دکھایا جائے۔ طلبہ و طالبات اس خاکے میں اپنا علمی کردار (Role play) کریں۔

## ہدایات برائے اساتذہ کرام

طلبہ و طالبات کو بینکوں اور دفاتر میں ضروری کام کے لیے جانے، وہاں کے عملے سے پیش آنے اور ضروری کاغذات ساتھ لے جانے سے متعلق ہدایات سے آگاہ کریں۔

### نئے الفاظ اور ان کے معانی

| لفظ | معنی | لفظ | معنی |
|---|---|---|---|
| اعتماد | بھروسا | وائبریشن | تھرتھراہٹ |
| یوٹیلیٹی بلز | گیس، پانی، بجلی اور ٹیلیفون کے بل | سائلینٹ | خاموشی |
| گریز | پرہیز | خندہ پیشانی | ہنس مکھ، مسکرانہ |
| غیر مانوس | ان جان، ناقابل سمجھ | | |

# بس اسٹینڈ، ریلوے اسٹیشن اور ہوائی اڈے کے آداب

**حاصلاتِ تعلم**

یہ سبق پڑھنے کے بعد طلبہ و طالبات اس قابل ہوں گے کہ وہ:

- آمد و رفت کے مختلف ذرائع کا تقابل کر سکیں اور ان میں نمایاں فرق بیان کر سکیں۔
- سمجھ سکیں کہ پیشگی سیٹ ریزرو کروانا، سفر کو یقینی بناتا ہے۔
- اس بات کو یقینی بنا سکیں کہ ریلوے اسٹیشن پر جاتے وقت سفری ٹکٹ یا پلیٹ فارم ٹکٹ ہونا لازمی ہے۔
- جان سکیں کہ فضائی سفر اور ہوائی اڈے پر آنے سے لے کر جہاز میں سوار ہونے تک کے لیے چلنے پھرنے، گفتگو اور شکریہ ادا کرنے وغیرہ کے مناسب آداب اپنانا ضروری ہیں۔
- جان سکیں کہ ان جگہوں پر وقت سے متعلق دی گئی ہدایات پر عمل کرنا بے حد ضروری ہے۔
- سمجھ سکیں کہ ان آداب پر عمل پیرا ہونے سے لوگوں کے ساتھ رابطے میں سہولت ہوتی ہے۔
- گفتگو کے دوران نرم اور ٹھنڈے لہجے کا مظاہرہ کر سکیں۔

سفر انسانی زندگی کا ایک حصہ ہے، خود زندگی بھی ایک سفر ہی ہے۔ ہر آدمی کو کسی کام یا سیر و تفریح کے لیے سفر کرنا پڑتا ہے۔ تاہم آسان اور پُر لطف سفر کے لیے پیشگی منصوبہ بندی اور تیاری ضروری ہوتی ہے۔ دوسری صورت میں سفر رحمت کی بجائے زحمت بھی ہو جاتا ہے، سفر میں کچھ مسائل پیدا ہونے کے امکانات ہوتے ہیں تاہم وہ قابل حل ہوتے ہیں۔

گزشتہ دور میں مختصر فاصلے کے لیے لوگ پیدل اور طویل سفر کے لیے مختلف جانور مثلاً: اونٹ، گھوڑے یا گدھے پر سواری کرتے تھے، موجودہ دور سائنس اور ٹیکنالوجی کا دور ہے، جس میں جانوروں کی جگہ موٹر کاروں، بسوں، ریل گاڑیوں اور ہوائی جہازوں پر سفر کیا جاتا ہے، جو جانوروں سے کئی مرتبہ زیادہ تیز رفتار، آرام دہ اور سہولت فراہم کرتے ہیں۔ زمانہ کے ساتھ سفر کے طور طریقے، اصول و آداب بھی تبدیل ہو چکے ہیں۔ جن کو جاننا ہر ایک کے لیے لازمی ہے،

**بس اسٹینڈ:** دیہات سے شہروں تک اور ایک شہر سے دوسرے شہر تک بس کے ذریعے سفر آسان اور سہولت والا ہوتا ہے، کیوں کہ بسیں قریب سے ہی مل جاتی ہیں۔ کچھ جگہوں پر بسوں میں سوار ہونے کے لیے بس اسٹینڈ پر انتظار کیا جاتا ہے۔ اس وقت بس اسٹینڈ اور بس میں سوار ہونے کے لیے درجِ ذیل آداب پر عمل کرنا ضروری ہے:

1. وقت کی پابندی کرنی چاہیے، بس کے مقررہ وقت سے 5-10 منٹ پہلے ہی وہاں پہنچ جانا چاہیے۔
2. بس میں سوار ہوتے وقت قطار میں کھڑا ہونا چاہیے، دھکم پیل سے احتراز کرنا چاہیے۔ دوڑتے ہوئے سوار ہونے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے کیوں کہ اس عمل کو غیر مہذب تصور کیا جاتا ہے، دنیا کے اکثر ممالک میں سوار ہونے کے لیے بچے بھی قطار بناتے ہیں اور باآسانی بس میں سوار ہو جاتے ہیں۔
3. بس میں سوار ہو جانے کے بعد کسی بھی خالی سیٹ پر بیٹھ جانا چاہیے۔ اگلے کسی اسٹاپ سے اگر کوئی بزرگ یا معزز شخص سوار ہو اور اسے جگہ نہ ملتی ہو تو اپنی سیٹ اسے پیش کرنی چاہیے۔
4. اگر ایک شہر سے کسی دور علاقے کے لیے طویل سفر کرنا ہو تو اس کے لیے پہلے ہی سیٹ بک کروانی چاہیے تاکہ سفر یقینی اور سہل ہو جائے۔
5. دوران سفر اپنا سفری سامان یا بیگ وغیرہ دوسروں کے سامنے یا درمیانی راستہ میں نہیں رکھنا چاہیے۔
6. مسافروں کے ساتھ تعاون اور خوش اخلاقی کا رویہ اختیار کرنا چاہیے۔ کسی کو زیادہ گفتگو میں مصروف نہیں رکھنا چاہیے۔ درمیانی گفتگو اختیار کرنی چاہیے، سیٹ اگر ڈرائیور کے قریب ہو تو بالکل خاموشی اختیار کرنی چاہیے۔
7. اترنے سے پہلے اپنا سامان چیک کر کے اٹھانا چاہیے۔ کنڈکٹر کے بتانے پر اپنا سامان اتار کر اترنا چاہیے۔

**ریلوے اسٹیشن:** ذرائع آمد و رفت میں ریل گاڑی کا سفر سہولت، آرام دہ اور خوش گواری کے اعتبار سے بے حد اہم سمجھا جاتا ہے۔ کیوں کہ اس میں مسافروں کو اکتاہٹ نہیں ہوتی۔ وہ ٹرین میں چہل پہل کر سکتے ہیں اور قدرتی مناظر سے خوب لطف اندوز ہوتے ہیں، ریل کے سفر اور ریلوے اسٹیشن پر درجِ ذیل آداب کا خیال رکھنا چاہیے:

1. ریلوے سفر کے لیے پیشگی منصوبہ بندی اور سیٹ کی بکنگ لازمی ہوتی ہے، سیٹ بک ہونے کی صورت میں وقت، ٹرین، بوگی نمبر اور سیٹ نمبر کی پہلے ہی خبر ہو جاتی ہے اور سفر یقینی بن جاتا ہے اور آدمی وقت اور تاریخ سے بے فکر ہو جاتا ہے۔ ریلوے اسٹیشن پر جانے کے لیے سفری ٹکٹ ہونا لازمی ہے۔ اگر کسی کو اتارنے یا سوار کرنے کے لیے جانا ہو تو پلیٹ فارم ٹکٹ خریدنا ضروری ہوتا ہے۔
2. ٹرین میں سفر کے دوران سامان رکھنے کے لیے زیادہ جگہ نہیں گھیرنی چاہیے، اپنا سامان اپنی سیٹ کے قریب یا سامان کی مقررہ جگہ پر اس طرح رکھنا چاہیے کہ دوسرے مسافروں کو تکلیف نہ پہنچے۔ قریبی ٹیبل کا بھی استعمال کر کے چھوڑ دینا

چاہیے مالک بن کہ نہیں بیٹھ جانا چاہیے۔

3. اپنے ساتھ لایا ہوا کھانا تیز خوشبودار نہ ہو تو اچھا ہے، سالن شوربے والا ہونا چاہیے، کھانے پینے کے بعد صفائی کر دینی چاہیے۔

4. زیادہ دیر تک واش روم استعمال نہیں کرنا چاہیے اور وہاں کی صفائی کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔

5. درمیانی راستہ میں ایک طرف چلنا چاہیے اور گزرنے والے کو حتی الامکان راستہ دینا چاہیے۔

6. کسی کو ٹکٹکی باندھ کر نہیں گھورنا چاہیے۔

7. اگر چھوٹے بچے ساتھ ہوں تو انھیں حد سے زیادہ شرارت کرنے اور مسافروں کو تنگ کرنے سے روکنا چاہیے۔

**ہوائی اڈا:** بس اور ریل کے مقابلے میں ہوائی جہاز کا سفر بہت ہی آرام دہ اور تیز رفتار ہوتا ہے۔ اندرون ملک یا بیرونِ ملک دور دراز سفر کے لیے ہوائی سفر تیز ترین ذریعہ ہے۔ ہوائی اڈا اور ہوائی سفر کے دوران درجِ ذیل آداب پر عمل پیرا ہونا بے حد ضروری ہے:

1. ہوائی سفر کے لیے بھی پیشگی منصوبہ بندی، تیاری اور سیٹ کی بکنگ لازمی امور ہیں۔

2. فلائیٹ آنے سے قبل اپنے سامان کی پیکنگ مکمل کرتے وقت بیگوں کی تعداد اور وزن کی حد بندی پہلے ہی ائرلائن معلوم کرنی چاہیے، سفری ٹکٹ، شناختی کارڈ، پاسپورٹ اور دیگر سفری کاغذات وغیرہ نہایت توجہ اور احتیاط سے چھوٹے بستے یا ہاتھ کے بیگ میں سنبھال کر رکھنے چاہییں۔

3. فلائیٹ کے مقررہ وقت سے دو ڈھائی گھنٹے پہلے ہوائی اڈے پہنچ جانا چاہیے، سامان ٹرالی پر رکھنا چاہیے اور "چیک ان" ہونے پر ایئرلائین کاؤنٹر پر اپنے سفری کاغذات اور سامان ان کی سپرد کرنا چاہیے، وہاں پر جو کچھ پوچھا جائے اس کا جواب ادب اور احترام سے دیا جائے۔ ضروری اندراج کے بعد آپ کو بورڈنگ پاس، پاسپورٹ، شاپر اور بیگ پر لگانے کے لیے ٹیگز ملیں گی، وہ بیگوں پر لگا کر بڑے بیگ ان کے حوالے کر دیں، ہاتھ میں صرف چھوٹا بیگ رکھنا چاہیے۔

4. سیکیورٹی سے گزرتے وقت دی جانے والی ہدایات پر عمل کرنا چاہیے، اپنے جوتے، پرس، گھڑیاں، انگوٹھیاں اور بیلٹوں کے ساتھ دھات کی بنی اشیا مثلاً: سکے، ہاتھ کے کنگن، اور دوسری چیزیں چلتے بیلٹ پر رکھنی چاہیے پھر اسکریننگ گیٹ سے گزر کر اپنا سامان اٹھانا چاہیے۔

5. ان تمام مراحل پر اپنا رویہ مثبت رکھنا چاہیے، فون بند رکھنا چاہیے، گفتگو، چلنے اور شکریہ ادا کرنے کے آداب پر عمل کرتے

ہوئے وہاں کے ملازمین کے لیے آسانی اور سہولت کا خیال کرنا چاہیے۔

6. انتظار گاہ / ویٹنگ لاؤنج میں اپنا بیگ کسی دوسرے کی سیٹ پر نہیں رکھنا چاہیے بلکہ اپنے سامنے نیچے یا گود میں رکھنا چاہیے۔ اب آپ چائے، کافی یا پانی خرید کر پی سکتے ہیں۔ خالی بوتل، کپ یا ٹن وغیرہ ڈسٹ بن میں رکھنا چاہیے، ریسٹ روم / واش روم استعمال کرتے وقت وہاں پر لگا مردوں یا عورتوں کا نشان دیکھ کر استعمال کرنا چاہیے۔ فون کال اور گفتگو درمیانہ لہجے میں کرنی چاہیے۔ جب جہاز میں سوار ہونے کا اعلان کیا جائے تو مقررہ گیٹ سے قطار میں گزرنا چاہیے، وہیل چیئر والے مسافروں اور بزرگوں کو پہلے جگہ دی جائے اور بعد میں خود جہاز میں داخل ہو جانا چاہیے۔

## اس سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ

معلوم ہوا کہ سفر انسانی زندگی کا حصہ ہے، زندگی بھی ایک سفر ہی ہے، ہر آدمی کو کسی کام کاج یا سیر و تفریح کے سلسلے میں سفر کرنا پڑتا ہے۔ تاہم پر لطف اور آسان سفر کے لیے پیشگی منصوبہ بندی اور تیاری کی ضرورت ہوتی ہے ورنہ سفر رحمت کی بجائے زحمت بن جاتا ہے۔

سواری پر سوار ہونے کے لیے وقت کی پابندی کرنی چاہیے، سیٹ اور ٹکٹ پہلے ہی بک کروانی چاہیے، صفائی کا خیال رکھنا چاہیے۔ سامان سفر باحفاظت رکھنا چاہیے، اور اترتے وقت چیک کر کے اٹھانا چاہیے، بس میں خالی سیٹ پر بیٹھ جانا چاہیے، کوئی معذور یا بزرگ ہو تو اسے اپنی سیٹ پیش کرنی چاہیے، ریل میں سفر کے دوران خوشبودار سالن نہ لایا جائے، شوربے والی سبزی نہ استعمال کی جائے اور واش روم میں زیادہ وقت نہیں لگانا چاہیے، ہوائی سفر کے لیے پیشگی منصوبہ بندی اور تیاری کی ضرورت ہوتی ہے۔ فلائیٹ سے دو ڈھائی گھنٹے قبل سفری دستاویز، شناختی کارڈ، پاسپورٹ اور دیگر کاغذات وغیرہ نہایت توجہ اور احتیاط سے اپنے ساتھ رکھنے چاہیے۔

## مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالوں کے مختصر جوابات تحریر کریں۔

1. گزشتہ زمانے کی سواریوں کا تعارف تحریر کریں؟
2. جدید دور کی تیز رفتار سواریوں کا تعارف تحریر کریں؟
3. بس اسٹینڈ کن لوگوں کے لیے سودمند ہے؟
4. لوگ اکثر ریلوے سفر کو کیوں ترجیح دیتے ہیں؟
5. ہوائی سفر کے لیے کون سی چیزوں کا ہونا لازمی ہے؟

(ب) مندرجہ ذیل سوالوں کے تفصیلی جوابات تحریر کریں۔

1. بس اسٹینڈ کا مطلب اور اس کے اداب تحریر کریں۔
2. ریلوے اسٹیشن کے آداب پر نوٹ لکھیں۔
3. ہوائی اڈا کے آداب کو مثالوں سے واضح کریں۔

(ج) درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں۔

1. موجودہ دور کو کہا جاتا ہے:

(الف) سائنس اور ٹیکنالوجی کا دور (ب) ادب و انصاف کا دور
(ج) سیاست کا دور (د) مذہب کا دور

2. سب سے زیادہ آرام دہ اور تیز ترین ذریعہ سفر ہے:

(الف) بس (ب) ٹرین
(ج) کار (د) ہوائی جہاز

3. سفر پر جانے سے پہلے ضروری ہے کہ:

(الف) سیٹ بک کروائی جائے (ب) سامان تیار کرنا چاہیے
(ج) وقت سے پہلے پہنچنا چاہیے (د) یہ تمام

4. سفری سامان ہونا چاہیے:

(الف) ضروری اور مختصر (ب) زیادہ
(ج) اچھا اور اعلیٰ (د) نہیں ہونا چاہیے

5. سفر ختم ہونے کا انتظار کم کرنے کے لیے:

(الف) آرام کرنا چاہیے (ب) مطالعہ کرنا چاہیے
(ج) موبائل استعمال کرنا چاہیے (د) یہ تمام

**سرگرمی برائے طلبہ و طالبات**

طلبہ و طالبات میں سے ہر ایک کو بس، ٹرین، یا ہوائی جہاز کا کیا ہوا اپنا سفر کہانی کی صورت میں تحریر کر کے ایک دن کلاس میں تمام ساتھیوں کے سامنے پیش کرنا چاہیے۔

## ہدایات برائے اساتذہ کرام

طلبہ وطالبات کو سمجھایا جائے کہ دوران سفر اجنبی لوگوں سے بات چیت یا کھانے کی اشیا لے کر کھانے میں کیا احتیاطی تدابیر کرنی ضروری ہیں تا کہ وہ کسی بڑی مشکل میں پھنس جانے سے بچ جائیں۔

### نئے الفاظ اور ان کے معانی

| لفظ | معنی | لفظ | معنی |
|---|---|---|---|
| پُر لطف | مزے دار | پیشگی | پہلے سے |
| ٹکٹکی | کسی کی طرف برابر دیکھے جانا۔ | اسکریننگ | سامان چیک کرنے کا آلہ۔ |

# مارکیٹ کے آداب

**حاصلاتِ تعلم**

یہ سبق پڑھنے کے بعد طلبہ وطالبات اس قابل ہوں گے کہ وہ:

- مارکیٹ کے مفہوم اور اس کی سرگرمیوں کو جان سکیں۔
- مختلف اشیا کی خرید و فروخت میں مطلوب ذاتی اور پیشہ ورانہ صلاحیتوں اور آداب کو اپنا سکیں۔

مارکیٹ ایک وسیع معنی رکھنے والا لفظ ہے، جس کے عام طور پر معنی چھوٹا بازار یا منڈی ہے۔ یعنی وہ مستقل جگہ جہاں ضرورت کی اشیا کھانے، پینے کی چیزیں یا جانوروں کی لین دین کی جاتی ہو۔ مارکیٹ میں طلب اور رسد کا اثر قیمتوں پر پڑتا ہے۔ یہ جگہ چھت اور بغیر چھت کے ہو سکتی ہے۔ اس اعتبار سے وہ جگہ جہاں تجارتی لین دین ہوتا ہے وہاں خریدار اور فروخت کنندہ کثیر تعداد میں موجود ہوں تو اس کو اس چیز کی مارکیٹ کہا جاتا ہے، جب کہ عملی طور پر مارکیٹنگ سے مراد یہ ہے کہ کسی چیز یا خدمت کی فروخت یا خریداری کو بڑھانے کے لیے تشہیر کرنا اور دیگر کاروباری مراکز یا صارفین کو پیش آنے والی سرگرمیوں کو سرانجام دینا۔

موجودہ دور میں جس انداز سے دنیا کی آبادی بڑھ رہی ہے اسی اعتبار سے ذرائع آمدن بھی تبدیل ہو رہے ہیں۔ پیپر کرنسی کی جگہ ڈجیٹل کرنسی کا رجحان بڑھتا جا رہا ہے، کمپیوٹر اور سمارٹ فونز کا استعمال روز بہ روز بڑھ رہا ہے، آج کا انسان گھر میں بیٹھے بٹھائے اپنی صلاحیتوں کو استعمال کر کے ہنر مندی یا سائنسی ایجادات / مشینوں میں جدت لاتے ہوئے، نئی نئی ڈزائینوں اور مہارتوں سے روز مرہ کی اشیا بنا کر انھیں فروخت کر کے کافی رقم کما سکتا ہے، جسے "فری لانسنگ" کہا جاتا ہے۔

صوبہ سندھ دستکاری اور ہاتھ کی ہنر مندی کے اعتبار سے قومی اور بین الاقوامی سطح پر بڑی شہرت رکھتا ہے، تاہم ہنر مندوں اور محنت کشوں کو اپنی مصنوعات کی مارکیٹنگ کرنے کا سلیقہ نہ ہونے اور اس کے جدید طریقوں سے واقفیت نہ ہونے کی وجہ سے مناسب معاوضہ نہیں مل پاتا۔ جس وجہ سے وہ دل برداشتہ ہو کر اپنے فن میں کوئی جدت نہیں لاتے نہ ہی کوئی نئی چیز بناتے ہیں۔ بہت سے ہنر مند گھرانے اپنا آبائی ہنر ترک کر چکے ہیں جو کہ بڑے افسوس کی بات ہے، لیکن کہا جاتا ہے "مایوسی کفر ہے" ہمارے ملک میں کافی نوجوان لڑکے اور لڑکیاں مارکیٹ کی تقاضوں اور مارکیٹنگ کے جدید طریقوں کو سمجھنے لگے ہیں اور وہ

اپنے لیے کچھ کمانے کے قابل ہو چکے ہیں۔ ان کو دیکھ کر دوسرے افراد بھی اپنی ذہنی صلاحیتوں کو استعمال کر کے، اپنے تصورات کو حقیقت کا روپ دے کر مارکیٹ میں لا سکتے ہیں۔ ساتھ ہی وہ مارکیٹنگ کے جدید طریقے اور اصول اپنا کر اپنی مصنوعات کی پیداوار بڑھا سکتے ہی۔ں مثلا: کوئی بے روزگار نوجوان لڑکا یا لڑکی مارکیٹ سے کپڑا، ریگزین، سادہ چوڑیاں، چپل، بچوں کے بوٹ اور پرس خرید کر کے ان پر مختلف قسم کے رنگین موتیوں، شیشوں، مصنوعی ہیروں، موتیوں اون، دھاگے، لیس پٹی یا سلائی کا کام کر کے مردانہ یا زنانہ جدید ڈزائین کا روپ دے کر اپنے ہاتھ کے ہنر اور کاریگری کو نمایاں کرتے ہوئے مارکیٹ میں متعارف کر سکتا ہے۔ اس طرح نہ صرف اپنی پیشہ ورانہ صلاحیتوں کی پذیرائی ہو گی بلکہ مارکیٹنگ کے اصول استعمال کرتے ہوئے زیادہ کمائی کی جا سکتی ہے۔

عالمی سطح پر دنیا کی مشہور کاروباری کمپنیوں کو دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ امیزون، دراز، نائیکی جیسے مشہور کاروباری اداروں نے اپنا کاروبار بالکل چھوٹی سطح سے شروع کیا تھا اور آج وہ دنیا میں مشہور ہیں۔

**نئی مصنوعات یا کسی بھی چیز کو پروموٹ کرنے (فروخت بڑھانے) کے بنیادی اصول یہ ہیں:**

- سب سے پہلے کچھ بڑے صارفین اور وابستہ خریداروں کا سراغ لگایا جائے اور انھیں وہ چیز دے کر ان کی رائے معلوم کی جائے۔
- اسپیشل تعارفی پیش کش کرنی چاہیے،ڈسکاؤنٹ / رعایت، یا ایک کے خریدنے پر ایک فری جیسی سرگرمیاں ہونی چاہیں۔
- اپنے کاروبار کو بڑھانے کے لیے داخلی اور خارجی معلومات جمع کی جانی چاہیں اور وقت بوقت سروے کیا جانا چاہیے۔
- سوشل میڈیا کو استعمال کرتے ہوئے گوگل، مائی بزنس، فیس بک، مارکیٹ پلس ویب سائیٹ وغیرہ بنانے چاہیں اور وقت بوقت انھیں اپ ڈیٹ رکھنا چاہیے۔
- مختلف ایونٹس میں، خاص بازار، یا نمائش کا انعقاد کرنا چاہیے یا ان میں حصہ لینا چاہیے، وہاں پر لوگوں کو اپنی مصنوعات پیش کرنا چاہیے، مفت یا کم قیمت کو فروغ دینا چاہیے۔
- مارکیٹنگ کا ردعمل معلوم کرتے رہنا چاہیے۔
- پرانے صارفین سے رابطے میں رہنا چاہیے، پرانی اشیا میں جدت لانا چاہیے اور ڈزائین کو جدید بنانے کی کوشش کرتے رہنا چاہیے۔
- بلاگ لکھنا چاہیے۔

اگر آپ کے پاس کسی چیز کو نیا کرنے یا ایجاد کرنے کا تصور ہے تو اس کو حقیقت کا روپ دینے کی آج سے ہی کوشش کرنی چاہیے۔ کہیں دیر نہ ہو جائے، کیوں کہ "کسی بھی کام میں کامیابی پہلا قدم اٹھانے سے ہی ملتی ہے۔

## اس سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ

اس سبق سے معلوم ہوا کہ وہ جگہ جہاں کسی چیز کے خریدنے یا صارفین کی کثیر تعداد موجود ہو تو اس کو مارکیٹ کہا جاتا ہے۔ موجودہ زمانہ میں جس طرح دنیا کی آبادی بڑھ رہی ہے اسی طرح کمانے کے طریقے بھی بڑھ رہے ہیں۔ پیپر کرنسی کی جگہ ڈجیٹل کرنسی کا استعمال بڑھ رہا ہے، کمپیوٹر اور سمارٹ فون کے ذریعے انسان اپنے گھر میں بیٹھے استعمال کی اشیا کی خرید و فروخت کر کے کافی کما سکتا ہے۔ نئے کاروبار کی ابتدا چھوٹے پیمانے کے کام سے کرنی چاہیے، عالمی سطح پر دنیا کی مشہور کاروباری کمپنیوں امیزون، دراز اور نائیکی وغیرہ کو دیکھا جائے تو انھوں نے چھوٹے پیمانے سے ابتدا کی۔ اگر آپ کے پاس کسی چیز کی نئی تشکیل یا ایجاد کا تصور ہے تو اس کو حقیقت میں تبدیل کریں اور دیر نہ کریں بلکہ آج سے ہی اس کام کی ابتدا کریں۔

## مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالوں کے مختصر جوابات تحریر کریں۔

1. طلب اور رسد کا کیا مطلب ہے؟
2. مارکیٹنگ کیوں ضروری ہے؟
3. موجودہ دور میں بیوپار اور تجارت کے کون سے ذریعے ہیں؟
4. سوشل میڈیا کے ذریعے کاروبار کی کیا اہمیت ہے؟
5. آپ کے خیال میں تعلیم اور ہنر کے لیے مارکیٹ کی کیا اہمیت ہے؟

(ب) مندرجہ ذیل سوالوں کے تفصیلی جوابات تحریر کریں۔

1. قدیم دور میں مارکیٹ کی تجارت کا کیا طریقہ تھا؟
2. جدید دور میں مارکیٹ کا مفہوم کن کن اشیا پر مشتمل ہے؟
3. کاروبار کے لیے مارکیٹ کی اہمیت واضح کریں۔

(ج) درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں۔

1. صوبہ سندھ پوری دنیا میں مشہور ہے:

(الف) کھیل و تفریح کی وجہ سے (ب) ثقافت کی وجہ سے
(ج) تاریخ کی وجہ سے (د) ہاتھ کے ہنر کی وجہ سے

2. آئندہ دور میں پیپر کرنسی کی جگہ پر ہو گی:

(الف) سائنسی ترقی　　(ب) امریکی کرنسی

(ج) ڈیجیٹل کرنسی　　(د) پاکستانی کرنسی

3. کاروبار میں کامیابی کے لیے شروعات کی جائے:

(الف) چھوٹے پیمانے پر　　(ب) بڑے پیمانے پر

(ج) جدید پیمانے پر　　(د) سائنسی پیمانے پر

4. جدید مارکیٹنگ کا اہم ذریعہ ہے:

(الف) مارکیٹ　　(ب) لیبارٹری

(ج) سوشل میڈیا　　(د) کالج

5. مارکیٹ کا بنیادی مقصد ہے:

(الف) پڑھانا　　(ب) تجربہ کرنا

(ج) سنگھار　　(د) لین دین کرنا

## سرگرمی برائے طلبہ وطالبات

طلبہ وطالبات کو چاہیے کہ جدید دور کی کاروباری اصطلاحات کو انٹرنیٹ کے ذریعے معلوم کریں۔ مثلاً: اسٹاک ایکسچینج، کرنسی، طلب ورسد۔

## ہدایات برائے اساتذہ کرام

جدید دور میں آن لائین مارکیٹنگ، پیشہ وارانہ مہارتوں سے نفع اٹھانے کے لیے بین الاقوامی مارکیٹ کے آداب سے طلبہ وطالبات کو واقف کیا جائے تاکہ ذاتی اور قومی سطح پر ان کی ذات پر کوئی حرف نہ آئے۔

نئے الفاظ اور ان کے معانی

| لفظ | معنی | لفظ | معنی |
|---|---|---|---|
| طلب | مانگ، ضرورت | رسد | مہیا کرنا، پہنچانا |
| مصنوعات | پیداواری اشیا | نمائش | دکھانے کا پروگرام |
| سروے | جائزہ لینا، تخمینہ کرنا | فروخت کنندہ | فروخت کرنے والے |

باب چہارم

# اہم شخصیات

## تدریسی معیارات

یہ باب پڑھنے کے بعد طلبہ وطالبات سے امید کی جاتی ہے کہ وہ:

- افلاطون کے شاگرد اور سکندر اعظم کے استاد ارسطو کے حالات زندگی جان سکیں۔
- اس بات کی تعریف کر سکیں کہ اس کے نظریات آج تک وقت سے ہم آہنگ ہیں۔
- جرمن فلسفی کانٹ اور اس کے نظریہ "اخلاقیات" کو جان سکیں۔
- ایران کی ہمہ جہت شخصیت، امام غزالی رحہ کی کے حالات زندگی اور خدمات کو جان سکیں۔
- انگریز ماہر معاشیات فلورینس نائیٹینگل کی خدمات کو معلوم کر کے خود کو پرجوش محسوس کر سکیں۔

انسان کی فطرت میں تلاش، جستجو اور نامعلوم اشیا کو جانچنے کی امنگ شامل ہے اور اس کی یہ تمنا بچپن سے بڑھاپے تک جاری رہتی ہے۔ وہ ہمیشہ کسی نئی خبر، نئی بات اور جستجو کی طرف جلدی مائل ہو جاتا ہے۔ سیکھنے کا یہ سلسلہ کتابوں، تجربات اور مشاہدات کی دنیا سے حاصل ہوتا ہے۔ تاہم جب کوئی اعلیٰ اور مہان شخصیت اپنے فکر و فن میں کامل ہو جاتی ہے تو بہت سے لوگ اسے اپنی امنگوں کا مرکز بنا کر اس کی پیروی میں اپنی کامیابی سمجھتے ہیں اور مذہب، فلسفہ، اخلاق، ادب، سیاست، سائنس اور سماجی شعبہ جات میں ان کی خدمات کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے مستقبل کی راہ متعین کرتے ہیں۔

ایسی اہم شخصیات میں ارسطو، کانٹ، امام غزالی اور فلورینس نائیٹینگل بھی شامل ہیں۔ اس باب میں ان کی شخصیت، فن و فکر کے ساتھ ان کی اعلیٰ خدمات سے متعلق معلومات کو پیش کیا گیا ہے۔

# ارسطو

**حاصلاتِ تعلم**

یہ سبق پڑھنے کے بعد طلبہ وطالبات اس قابل ہوں گے کہ وہ:

- جان سکیں کہ ارسطو کب اور کہاں پیدا ہوا۔
- اس یونانی فلسفی اور سائنسدان کے مختصر حالات زندگی جان سکیں۔
- بتاسکیں کہ ارسطو کا نظریہ اخلاقیات کن اصولوں پر قائم ہے۔
- اخلاقی اقدار اور خوشی سے متعلق اس کے خیالات بیان کر سکیں۔
- وضاحت کر سکیں کہ کون سی صفات اعلیٰ کردار بنانے میں کام آتی ہیں۔
- ارسطو کی کتاب The Nicommchean Ethics پر روشنی ڈال سکیں۔

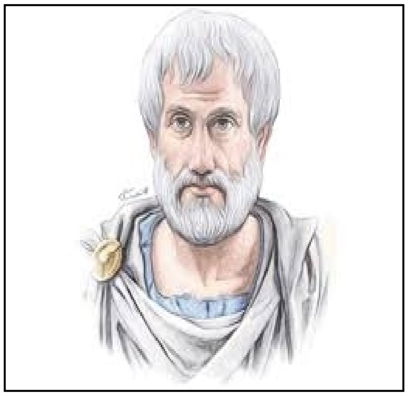

**حالات زندگی:** یونان قدیم دور سے علم، فلسفہ اور سائنس کے اعتبار سے نمایاں رہا ہے۔ اسٹاگرا، شمالی یونان کے ایک شاہی حکیم نیکو میکس کے گھر میں ۳۸۴ق۔م کو ایک نونہال پیدا ہوا جو آگے چل کر ملک کا عظیم فلسفی، حکیم، استاد اور سائنسدان مشہور ہوا۔ جس کے علم و تجربات سے ہزاروں لاکھوں لوگ مستفید ہوئے۔ وہ یونان کا ارطاطالیس ہے۔ دنیا اس عظیم ہستی کو "ارسطو" کے نام سے پہچانتی ہے۔

ارسطو نے طب و حکمت، ادب اور حیاتیات کی ابتدائی تعلیم مروجہ نصاب کے مطابق اپنے والد سے حاصل کی۔ وہ ابھی چھوٹا ہی تھا کہ اس کی والدہ کا انتقال ہو گیا اور جب دس برس کی عمر کو پہنچا تو اس کا والد بھی یہ جہان چھوڑ گیا۔ کچھ عرصے اپنے علاقے میں گزارنے کے بعد اٹھارہ برس کی عمر میں ارسطو ایتھنس چلا گیا، جو اس وقت علم و فن کا مرکز تھا، جہاں ارسطو نے حکیم افلاطون کے مکتب میں داخلہ لیا اور اس کے علم و حکمت سے فیض حاصل کرتا رہا، ساتھ ہی درس و تدریس سے بھی وابستہ رہا۔ دنیا کا مشہور فاتح اور حکمران سکندر مقدونی ارسطو کا شاگرد تھا، مقدونیہ کا بادشاہ فیلقوس جب وفات پا چکا تو بیس برس کے نوجوان سکندر کو ملک کا بادشاہ مقرر کیا گیا۔ لیکن وہ ابھی حکمرانی اور سیاسیات سے ناواقف تھا اس لیے سکندر کی والدہ اولیپیاس نے ارسطو کو اپنے محل میں بلایا اور اسے ہدایت کی کہ وہ سکندر اعظم کو بہترین حکمرانی اور فن تقریر سے روشناس کرے۔ ارسطو نے سکندر کو یہ سبق دیا کہ: "ہر انسان مالک حقیقی کا بندہ ہے اور ہر ایک کو باعزت زندگی گزارنے کا پیدائشی حق حاصل ہے۔"

ارسطو نے ۳۳۵ق۔م کو لائسیم نام سے اپنا مکتب قائم کیا، جس میں تعلیم، تدریس اور تحقیق کا کام کیا جاتا تھا۔ سکندر مختلف ممالک پر حملہ آور ہونے کے بعد وہاں کی مختلف چیزیں اور نایاب جانور اپنے استاد کی طرف بھیجتا تھا جن کو وہ طب و حکمت اور دیگر تحقیقی کاموں میں صرف کرتا تھا۔ اس دور میں ارسطو نے جمالیات، اخلاقیات، سیاسیات، نفسیات، طبیعیات اور منطق کے بارے میں علمی مذاکرات منعقد کروائے۔ ساتھ ہی تحریر و تالیف سے بھی وابستہ رہا، ارسطو کو منطق اور حیاتیات کا بانی تصور کیا جاتا ہے۔

سکندر اعظم کی ۳۲۳ ق۔م کو وفات ہوئی تو ارسطو کو ایتھنس چھوڑنا پڑا اور وہ یوبیا میں آ کر رہنے لگا، جہاں اس کی وفات ۳۲۲ق۔م میں ہوئی۔ سکندر اعظم نے اپنے استاد کی تعریف میں کہا تھا: "ارسطو زندہ ہو گا تو ہزار ہا سکندر تیار ہو جائیں گے، لیکن ہزاروں سکندر مل کر بھی ایک ارسطو تیار نہیں کر سکتے۔"

**ارسطو کا نظریہ اخلاقیات:** ارسطو کے خیال میں ہر انسان خوشی اور سکون کا متلاشی ہے اور حقیقی خوشی وہ ہے جو اچھے کام کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ کائنات میں ہر چیز کا ایک مقصد ہوتا ہے، جس کو اس چیز کا کردار یا عمل کہا جاتا ہے، اس لیے دنیا کی ہر چیز کی بہتری اس بات میں ہے کہ وہ اپنا کردار اچھی طرح نبھائے۔ انسانی راحت جسمانی لذت میں نہیں ہے بلکہ عقلی استدلال سے ہی انسان کو حقیقی خوشی حاصل ہو سکتی ہے۔ کیوں کہ حیوانات کے برعکس انسان کا کردار اور عمل اختیاری نوعیت کا ہوتا ہے ۔جب کہ حیوانات جبلی طور پر کردار ادا کر کے جسمانی لذت حاصل کرتے ہیں۔

انسان میں موجود سفلی جذبات اور حسیاتی محرومیوں کو مجاہدے اور عقلی استدلال سے کمزور بنا کر اخلاقی عادات کا قائل کیا جا سکتا ہے اور جس وقت انسان پر عقلی استدلال اور اخلاق کا خمار چڑھتا ہے تو وہ مالک حقیقی کی تجلیات پاتا ہے۔

**نیکوماچین اخلاقیات اور دیگر تالیفات:** سکندر اعظم کی اتفاقی موت کی وجہ سے ارسطو کو جلدی جلدی ایتھنس چھوڑنا پڑا اور اس کی بہت سی تصنیفات اپنے مکتب میں رہ گئی۔، بطلیموس کے مطابق ارسطو کی ایک ہزار کے قریب تصنیفات ہیں، جس میں منطق، طبیعیات، موسمیات، ہیئت، حیوانیات، سیاسیات اور ادب میں شعر و شاعری پر کتابیں شامل ہیں، جن میں سے "نیکوماچین اخلاقیات" ایک اہم کتاب ہے جو دس ابواب پر مشتمل ہے۔ اس کی نظر ثانی یوڈیموس نے کی ہے۔ اس کتاب کا پہلا، تیسرا اور چھٹا باب محفوظ ہے۔

اس کتاب میں ارسطو نے انفرادی اور اجتماعی خوشی کی نشان دہی کرتے ہوئے اسے زندگی کا اہم مقصد قرار دیا ہے، جس کے حصول کے لیے اس نے جذبات سے بڑھ کر عقل، فضیلت اور تدبر کو بنیاد بنایا ہے۔ کیوں کہ انسان جس معاشرے میں رہتا ہے اور اسے اجتماعی بہتری والا رویہ اختیار کرنا چاہیے۔

### اس سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ

اس سبق سے معلوم ہوا کہ یونان کا عظیم فلسفی، سائنسدان اور مفکر ارسطا طالیس جسے دنیا ارسطو کے نام سے پہچانتی ہے ۳۸۴ق۔م کو اسٹا گرا شمالی یونان میں پیدا ہوا۔ جوانی میں ہی اس دور کے علمی مرکز ایتھینس چلا گیا، جہاں افلاطون کا شاگرد بنا ساتھ ہی اس کے مکتب میں درس و تدریس سے بھی وابستہ رہا۔ سکندر اعظم ارسطو کا شاگرد تھا، جس کی زیر سرپرستی ارسطو شاہی خاندان کے انتہائی قریب رہا۔ اخلاقیات، فلسفہ، سیاست اور سائنسی میدان میں ارسطو نے کئی علمی مذاکرات منعقد کروائے، ان کی "نیکوماچین اخلاقیات، نام کی کتاب اخلاقی فلسفہ میں ایک شاہکار تصور کیا جاتی ہے۔

## مشق

**(الف) مندرجہ ذیل سوالوں کے مختصر جوابات تحریر کریں۔**

1. ارسطو نے کن کن علوم پر کام کیا ہے؟
2. ارسطو کے استادوں اور شاگردوں کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟
3. ارسطو کی اہم کتابیں کون سی ہیں اور ان کی مکمل تعداد کیا ہے؟
4. ارسطو نے سکندر اعظم کو کیا درس دیا تھا؟
5. سکندر اعظم نے اپنے استاد ارسطو کے بارے میں کیا رائے دی تھی؟

**(ب) مندرجہ ذیل سوالوں کے تفصیلی جوابات تحریر کریں۔**

1. ارسطو کی ابتدائی زندگی کے بارے میں وضاحت کریں۔
2. ارسطو کی تعلیم و تدریس کی وضاحت کریں۔
3. ارسطو کا نظریہ اخلاقیات کیا ہے؟

**(ج) درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں۔**

1. ارسطو کے والد نیکو میکس کا پیشہ تھا:

(الف) زراعت　　(ب) درزی

(ج) تدریس　　(د) حکمت

2. ارسطو کے استاد کا نام تھا:

(الف) سقراط　　(ب) بقراط

(ج) افلاطون　　(د) جالینوس

3. اخلاقیات کے بارے میں ارسطو کی مشہور کتاب کا نام ہے:

(الف) ڈیونٹیلا جیکل (ب) نیکوماچین اخلاقیات

(ج) کیمیائے سعادت (د) کالی داس

4. ارسطو جس فن کا بانی شمار ہوتا ہے وہ ہے:

(الف) منطق و حیاتیات (ب) طبیعیات و کیمیا

(ج) ریاضی و فلکیات (د) کمپیوٹر و آئی ٹی

5. ارسطو کی وفات ہوئی:

(الف) ایتھینس میں (ب) روم میں

(ج) اسٹاگرا شمالی یونان میں (د) پوڈیپیا میں

## سرگرمی برائے طلبہ وطالبات

طلبہ وطالبات تین گروپس میں تقسیم ہو جائیں اور ہر ایک گروپ درج ذیل اسائنمینٹ تیار کرے۔

| گروپ | اسائنمینٹ |
|---|---|
| A | ارسطو کی خاندانی زندگی |
| B | ارسطو کی علمی اور تدریسی خدمات۔ |
| C | ارسطو کا تحریر کردہ ادبی کام۔ |

## ہدایات برائے اساتذہ کرام

یونانی ثقافت یا وہاں کی علمی شخصیات پر موجود مناسب کتاب یا ڈاکیومینٹری کے بارے میں طلبہ وطالبات کو نشان دہی کی جائے تاکہ ان کی معلومات میں اضافہ ہو۔

### نئے الفاظ اور ان کے معانی

| لفظ | معنی | لفظ | معنی |
|---|---|---|---|
| استدلال | دلیل بازی، ثابتی | منطق | خوش کلامی |
| سفلی جذبات | اندرونی جذبات | تدبر | انجام پر غور کرنا |

# جرمن فلسفی امانیول کانٹ

**حاصلاتِ تعلم**

یہ سبق پڑھنے کے بعد طلبہ وطالبات اس قابل ہوں گے کہ وہ:

- جرمن فلسفی کانٹ کے حالت زندگی جان سکیں۔
- کانٹ کے "ڈیونٹیلاجیکل مورال تھیوری" کی وضاحت کر سکیں۔
- ان پہلوؤں کی فہرست مرتب کر سکیں جن پر عمل کرنے سے انھیں اچھایا برا کہا جا سکے۔
- جان سکیں کہ کانٹ کے خیال میں سب سے اعلیٰ حتمی اخلاقی اصول کیا ہے۔

**حالات زندگی:** جرمن فلسفی امانیول کانٹ کا تعلق ایک غریب گھرانے سے تھا۔ وہ ۲۲ اپریل ۱۷۲۴ء کو کانگسبرگ، جرمنی میں پیدا ہوا۔ کانٹ اپنے دور کا مشہور فلسفی ہونے کے ساتھ ماہر طبیعیات، لائبریرین، استاد، مصنف، ریاضی دان اور بہترین ماہر تعلیم بھی تھا۔

امانیول کانٹ کے آباؤ اجداد کا تعلق اسکاٹ لینڈ سے تھا، جہاں سے وہ نقل مکانی کر کے جرمنی کے کانگسبرگ میں آ کر رہائش پذیر ہوئے۔ کانٹ کی والدہ مسیحیت کی سخت پیروکار تھی۔ اس لیے بچپن میں کانٹ کو مذہبی تعلیمات پر بھرپور انداز میں عمل کرنا پڑتا تھا۔ غربت کی وجہ سے کانٹ محنت مزدوری کر کے اپنے تعلیمی اخراجات پورے کرتا تھا۔ وہ چھوٹے قد کا سادہ اور شرمیلی طبیعت کا مالک تھا۔ تاہم وہ اپنے فلسفے اور فکر کے اعتبار سے بہت قد آور شخصیت کا مالک تھا۔ کانٹ اپنی شرمیلی طبیعت کی وجہ سے کسی بھی عورت سے شادی نہ رچا سکا۔ پہلی مرتبہ اس نے جس لڑکی سے محبت کا اظہار کیا وہ کسی اور کی بیوی بن گئی۔ کچھ عرصی بعد جب دوسری مرتبہ اس نے ایک لڑکی کو شادی کا پیغام دیا تو وہ شہر ہی چھوڑ کر چلی گئی۔ اس کے بعد کانٹ نے پوری عمر کنوارا رہ کر زندگی گزارنے میں ہی بہتری سمجھی۔

کانٹ تعلیمی شعبہ سے وابستہ رہتے ہوئے کانگسبرگ یونیورسٹی جرمنی میں درس و تدریس میں مصروف رہا، اس کے دور میں انگریز فلسفی لاک اور ہیوم کے نظریات کی دھوم تھی، جس میں حواس اور تجربات کی بنیاد پر حاصل شدہ علم کو اہم وسیلہ سمجھا جاتا تھا جس سے عوام خلفشار کا شکار تھی۔ کانٹ نے پندرہ برس کی سخت محنت کے بعد ۱۷۸۱ء کو خالص عقل کا تجزیہ

(Critique of Pure Reason) کے نام سے کتاب تحریر کی۔ جس میں عقل کی اہمیت اور کردار کو واضح کیا کہ کسی بھی چیز سے متعلق ہماری ظاہری معلومات محدود ہے اور اس کی اصلیت تک پہنچنا ناممکن ہے اس موقف کے تحت کانٹ کے فکر کو مظہریت کا فلسفہ کہا جاتا ہے۔

**کانٹ کے وجوبی اخلاقیات کا نظریہ:** جرمن فلسفی امانیول کانٹ فلسفے میں اگرچہ اپنے نظریہ علم (Epistemolog) سے شہرت رکھتا ہے، جس کے بارے میں انھوں نے دوسری کتاب عملی عقل کا تجزیہ (Critique of Pure Reason) کے نام سے ۱۷۸۶ء کو تصنیف کی، جس میں انھوں نے بتایا کہ مذہب کی بنیاد اخلاقیات پر ہے اور وہ اخلاقیات ہمیشہ والی، مضبوط اور غیر متبدل ہے، وہ محض تجربات پر مبنی نہیں ہے بلکہ اس سے بالاتر ہے۔ اس کے علاوہ کانٹ کو جس نظریہ نے زیادہ معروف کیا وہ وجوبی اخلاقیات کا نظریہ یا ڈیونٹالوجیکل مورال تھیوری ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اخلاقی معیار پر پورا اترنے والا اصول یا کام باقاعدہ ذمے داری کے ساتھ سرانجام دیا جائے اور نتیجہ کا انتظار کیے بغیر اپنے ارادے کو درست رکھنا۔ دوسرے الفاظ میں ہمارا ہر کام ایسا ہونا چاہیے جس میں آفاقیت ہو، آپ وہی کچھ چاہتے ہوں جو دوسروں کے لیے بھی ممکن ہو اور اس کا مقصد معاشرتی بہتری ہو۔ جس کو ضمیر کی آواز بھی کہتے ہیں، کانٹ کے خیال میں یہی اخلاقیات کی بنیاد ہے۔

امانیول کانٹ نے فلسفے کے علاوہ سائنس اور طبیعی جغرافیے کے متعلق بھی کئی مقالات تحریر کیے، ان کا منفرد کام "جنرل نیچرل ہسٹری اینڈ تھیوری آف ہیونز" بھی ہے جس میں ستاروں کے جھرمٹ کے بارے میں کانٹ کا مفروضہ بیان کیا گیا ہے۔ یونیورسٹی کے ایک طالب علم جے ایف ہربرٹ نے کانٹ کے فلسفے اور نظریات کو اپنے تعلیمی نظام میں شامل کیا، اس کے علاوہ جوہان گوتلیب نٹشی بھی کانٹ کا شاگرد شمار کیا جاتا ہے۔

امانیول کانٹ کی وفات ۱۲ فروری ۱۸۰۴ء کو کانگسبرگ جرمنی میں ہوئی جو آج کل روس کا ایک حصہ ہے اور کیلیگرڈی کے نام سے ایک انتظامی مرکز اور بندرگاہ کے طور پر مشہور ہے جہاں امانیول کانٹ کا ایک خوبصورت مقبرہ بنا ہوا ہے۔

## اس سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ

اس سبق سے معلوم ہوا کہ جرمنی سے تعلق رکھنے والا امانیول کانٹ مشہور فلسفی، طبیعیات، استاد، مصنف اور ریاضی دان کے طور پر گزرا ہے، ان کے آباؤ اجداد اسکاٹ لینڈ سے نقل مکانی کر کے جرمنی کے کانگسبرگ علاقے میں آکر رہنے لگے۔ جہاں کانٹ کی پیدائش ہوئی اور اس نے تعلیم حاصل کی۔ تعلیم کے بعد وہ کانگسبرگ یونیورسٹی میں بطور استاد مقرر ہوا جہاں اسے فلسفے کے مختلف پہلوؤں پر سوچنے اور لکھنے کا تجربہ ہوا، کانٹ اپنے مظہریت والے فلسفے اور وجوبی اخلاقیات کے نظریہ کی وجہ سے بہت مشہور ہوا۔ اس کے خیال میں ہر کام کو باقاعدگی اور نیک ارادے سے سرانجام دینا ایک اہم ذمے داری ہے جو اخلاقیات کی

بنیاد ہے، سائنس اور تعلیمی خدمات کے علاوہ کانٹ کی فلسفیانہ خدمات کو بھی دنیا فروغ دینے میں کوشاں ہے۔ کانٹ کی وفات ۱۸۰۴ء کو ہوئی ان کا مقبرہ روس کے شہر کیلننگراڈ میں واقع ہے۔

## مشق

**(الف) مندرجہ ذیل سوالوں کے مختصر جوابات تحریر کریں۔**

1. امانیول کانٹ نے کن شعبوں میں کام کیا ہے؟
2. امانیول کانٹ کی کتابوں کے نام تحریر کریں۔
3. کانٹ کے "وجوبی اخلاقیاتی نظریہ" کا مفہوم کیا ہے؟
4. کانٹ کی شادی کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟
5. کانٹ کی وفات کب اور کہاں ہوئی؟

**(ب) مندرجہ ذیل سوالوں کے تفصیلی جوابات تحریر کریں۔**

1. امانیول کانٹ کے بچپن اور شخصیت پر نوٹ لکھیں۔
2. امانیول کانٹ کے فلسفے پر کیے گئے علمی کام کی وضاحت کریں۔

**(ج) درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں۔**

1. امانیول کانٹ گھرانے سے تعلق رکھتے تھے:

(الف) غریب　　(ب) امیر
(ج) مزدور　　(د) عام

2. کانٹ کے خاندان کا تعلق تھا:

(الف) اسلام سے　　(ب) مسیحیت سے
(ج) یہودیت سے　　(د) بودھ دھرم سے

3. کانگسبرگ یونیورسٹی میں کانٹ نے کام کیا:

(الف) بطور کاریگر　　(ب) بطور خادم
(ج) بطور استاد　　(د) بطور نگراں

4. ڈیونٹالوجیکل مورال تھیوری کا مطلب ہے:

(الف) وجوبی اخلاقیات (ب) رسمی اخلاقیات

(ج) غیر رسمی اخلاقیات (د) عارضی اخلاقیات

5. کانٹ کی آخری آرام گاہ واقع ہے:

(الف) جرمنی میں (ب) امریکا میں

(ج) جاپان میں (د) روس میں

## سرگرمی برائے طلبہ وطالبات

- امانیول کانٹ کے "ڈیونٹالوجیکل مورال تھیوری" کے بارے میں انٹرنیٹ سے ویڈیو ڈاؤن لوڈ کر کے کلاس میں چلایا جائے۔
- ہر ایک طالب علم ویڈیو ڈاکیومینٹری کی روشنی میں اس نظریہ کا مطلب تحریر کر کے کلاس میں استاد کو پیش کرے۔

## ہدایات برائے اساتذہ کرام

امانیول کانٹ کی "ڈیونٹالوجیکل مورال تھیوری" کو انٹرنیٹ سے سمجھنے میں طلبہ وطالبات کی رہنمائی کی جائے۔

| نئے الفاظ اور ان کے معانی | | | |
|---|---|---|---|
| لفظ | معنی | لفظ | معنی |
| تدریس | تعلیم دینا | مصنف | کتاب لکھنے والا |
| خلفشار | گڑبڑ، کھلبلی | آفاقیت | جگ مشہوری |

# امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

**حاصلاتِ تعلم**

یہ سبق پڑھنے کے بعد طلبہ وطالبات اس قابل ہوں گے کہ وہ:

- دنیا کے مشہور صوفی، قانون دان، مفکر اور فلسفی امام غزالی کی حالات زندگی جان سکیں۔
- مختصر طور پر بیان کر سکیں کہ ان کی کتاب "کیمیائے سعادت" میں کن موضوعات پر بحث کی گئی ہے۔
- جان سکیں کہ کیمیائے سعادت کتاب انگلش میں کس نام سے ہے اور کس نے ترجمہ کیا ہے۔
- وضاحت کر سکیں کہ ایک سائنسی سوچ رکھنے والے امام کے خیال میں انسان کون سی دو اقسام میں منقسم ہوتے ہیں۔
- امام غزالی کی بنیادی اخلاقی اقدار کی وضاحت کر سکیں۔
- امام غزالی کے نظریۂ اخلاقیات کو مختصر طور پر بیان کر سکیں۔

**حالات زندگی:** دنیا کے مشہور صوفی، قانون دان، مفکر اور فلسوف امام غزالی کا نام محمد بن محمد بن احمد اور لقب حجتہ الاسلام ہے۔ ان کا آبائی پیشہ غزل یعنی سُوت کاتنا تھا۔ اس لیے غزالی کی نسبت سے مشہور ہوئے۔ امام غزالی ایران میں طوس کے علاقے طابران میں ۴۵۰ھ کو ایک غریب گھرانے میں پیدا ہوئے، وہ ابھی چھوٹا ہی تھا کہ اس کے والد نے وفات پائی اور جاتے ہوئے اپنے ایک دوست کو وصیت کی کہ "میرے ان دو بچوں محمد اور احمد کی اچھی تعلیم وتربیت کا انتظام کرنا۔ اس کے لیے میں کچھ رقم تمھارے سپرد کرتا ہوں۔ چنانچہ جب تک وہ رقم باقی تھی دونوں بھائی اکٹھے رہتے تھے لیکن کچھ عرصے بعد جب وہ ملکیت ختم ہوگئی وہ شخص اپنی غربت کا بہانہ بنا کر اس علاقے کے مشہور مکتب میں دونوں بھائیوں کو داخل کروا کر چلتا بنا، امام غزالی نے وہاں شیخ احمد راذکانی کے پاس پڑھنا شروع کر دیا۔

کچھ وقت کے بعد وہاں سے جرجان چلے گئے جہاں امام ابو نصر اسماعیلی سے علم حاصل کیا۔ امام غزالی اپنے اس استاد کے یہاں درس لیتے وقت اسباق کے نوٹس بھی تیار کرتے تھے، ایک دفعہ جب وہ گاؤں واپس ہو رہے تھے کہ راستے میں ڈاکوؤں نے انھیں لوٹ لیا۔ لوٹے ہوئے سامان میں ان کی وہ کاپیاں بھی تھیں جو انھوں نے بڑی محنت سے تیار کی تھیں، چانچہ ان کاپیوں کی تلاش میں امام غزالی سفر کر کے ڈاکوؤں کے سربراہ سے جا کر ملے اور انھیں وہ کاپیاں واپس دینے کے لیے کہا۔ انھوں نے وہ کاپیاں تو واپس کر دیں لیکن ساتھ ہی امام غزالی کو یہ طعنہ بھی دیا کہ "وہ علم کس کام کا جو کتابوں میں بند ہو۔" چنانچہ اس کے بعد امام غزالی نے وہ تمام نوٹس ازبر یاد کر لیے جو انھوں نے قلم بند کیے تھے۔

پھر وہ مزید تعلیم کے لیے نیشاپور پہنچے جہاں امام الحرمین کے حلقۂ درس میں شامل ہوئے اور پھر ان ہی کے خاص

معاون کے طور پر شہرت حاصل کی۔ ان کے حلقۂ احباب اور مریدوں کی تعداد چار سو تک پہنچ گئی۔ امام الحرمین کا امام غزالی کے بارے میں کہنا ہے کہ "امام غزالی بحرِ زخار ٹھاٹھیں مارتا سمندر ہے" اٹھائیس برس تک امام غزالی نیشاپور میں مقیم رہے۔ پھر امام الحرمین کی وفات کے بعد بغداد پہنچے، جہاں نظام الملک کی دربار میں اپنی قابلیت کے جوہر دکھائے، جس سے متاثر ہو کر بادشاہ نے انھیں مدرسہ نظامیہ کا نگران مقرر کر دیا۔ ۴۸۴ھ تک امام غزالی وہاں درس و تدریس سے وابستہ رہے۔

کچھ ہی عرصے میں ان کے درس و تدریس، تقریر و بیان اور علمی فضیلت کا چار سو چرچا ہونے لگا اور ان کے تعلقات حکمران طبقے سے ہو گئے۔ ۴۸۵ھ میں عباسی خلیفہ مقتدی باللہ نے انھیں اپنا سفیر بنا کر ملک شاہ سلجوقی کی رانی بیگم ترخان خاتون کے پاس بھیجا۔ خلیفہ مستظہری من اللہ بھی امام غزالی کا خاص معتقد تھا، امام غزالی نے خلیفہ کے ایما لنے پر ایک کتاب لکھی جس کا نام "مستظہری" رکھا۔ آخری عمر میں امام غزالی بیت المقدس اور حرمین شریفین کی زیارت کر کے اپنے آبائی علاقے میں رہنے لگے، جہاں تصنیف و تالیف اور عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے، امام غزالی کی وفات ۵۰۵ھ / ۱۱۱۱ء کو طوس میں ہوئی جہاں ہارونیہ مقام کے قریب ان کی آخری آرام گاہ واقع ہے۔

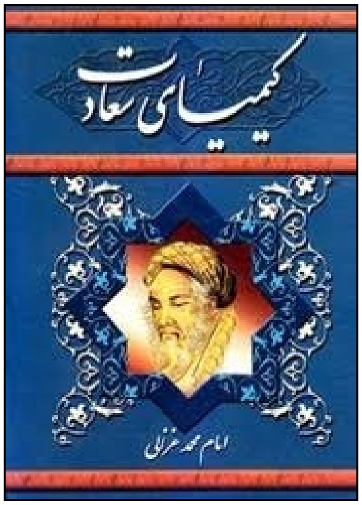


**امام غزالی کی کتاب کیمیائے سعادت:** امام غزالی تاریخ میں ایسے نامور مصنف ہو گزرے ہیں جنھوں نے اپنا بیشتر وقت تصنیف و تالیف میں صَرف کیا۔ ایک اندازے کے مطابق وہ روزانہ کے حساب سے سولہ صفحات تحریر کر لیتے تھے۔ اس لیے ان کی تصنیفات کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے، جس میں فلسفہ، منطق، علم کلام اور تصوف کے موضوعات شامل ہیں، انھوں نے انسانی کردار کو درست کرنے اور روحانیت میں ترقی سے متعلق "احیائے علوم الدین" کے نام سے کتاب لکھی، جو چار جلدوں پر مشتمل تھی۔ پھر اسی کتاب کو مختصر کر کے کیمیائے سعادت تیار کی، جس میں عبادات، معاملات، عادات، منجیات انجات دینے والی باتیں اور مہلکات (ہلاک کرنے والی باتیں) تفصیل سے بیان کی ہیں۔ انھوں نے یہ کتاب پہلے عربی اور بعد میں فارسی میں لکھی جو دنیا کی کئی زبانوں میں ترجمہ ہو چکی ہے۔ اردو زبان میں بھی کافی ترجمے چھپ چکے ہیں۔ اس کا انگلش ترجمہ کلاوَڈ فیلڈ نامی شخص نے (The chemy of happiness) کے نام سے کیا ہے۔

**امام غزالی کا نظریۂ اخلاقیات:** امام غزالی کے نظریے کے مطابق پختہ اور مضبوط عادت کا نام اخلاق یا خُلق ہے، پھر وہ اچھائیوں کی وجہ سے خُلق حَسَنہ یا بری عادات کی وجہ سے خلق سَیئہ یا خراب اخلاق شمار ہوتا ہے۔ اس کو لوگوں کی طبیعت کے

اعتبار سے واضح کیا جا سکتا ہے۔ عام طور پر اخلاقی اعتبار سے لوگ چار قسم کے ہوتے ہیں:

1. بے خبر لوگ، جن کو حق اور ناحق یا اچھے اور برے کی تمیز نہیں ہے۔
2. جن کو برائیوں کی پہچان ہے تاہم نیکیوں کی عادت نہیں ہے۔
3. جو برائی کو اچھا سمجھتے ہیں اور اس پر چلتے ہیں۔
4. جن لوگوں کا جنم ہی برے ماحول میں ہوا اور وہ اٹھتے بیٹھتے یا کام کاج بھی اسی جگہ کرتے ہیں۔

ان میں سے جو اچھی فطرت کے مالک ہیں، ان کو تعلیم و تربیت سے سدھارا جا سکتا ہے اور برائیوں سے دور کر کے اچھائیوں کی طرف مائل کیا جا سکتا ہے البتہ بری فطرت والے لوگوں کو سدھارنا محال ہے۔ اس کے لیے بڑی جدوجہد، وقت اور محنت کی ضرورت ہے۔

## اس سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ

اس سبق سے معلوم ہوا کہ حجتہ الاسلام محمد بن محمد غزالی، جن کو علمی دنیا میں امام غزالی کے نام سے پہچانا جاتا ہے، ایران کے طوس کے علاقے میں ۴۵۰ ھ کو پیدا ہوئے، بچپن میں ہی والدین کی شفقت سے محروم ہو گئے، ان کی تعلیم اس دور کے مشہور تعلیمی اداروں میں ہوئی۔ تعلیم کے بعد درس و تدریس سے وابستہ رہے، ساتھ میں سفارتی خدمات بھی سرانجام دیتے رہے، اس کے بعد نظام الملک بادشاہ کے زیر انتظام مدرسہ نظامیہ میں علمی خدمات سرانجام دینے لگے۔ آخری عمر میں اپنے علاقے طوس واپس ہو کر تصنیف و تالیف میں مصروف ہو گئے۔ انھوں نے تفسیر، حدیث، فقہ، تصوف اور اخلاقیات کے بارے میں کئی کتابیں تحریر کی ہیں، جن میں سے کیمیائے سعادت بھی ایک اہم کتاب ہے۔

## مشق

**(الف) مندرجہ ذیل سوالوں کے مختصر جوابات تحریر کریں۔**

1. دوران تعلیم امام غزالی کو کون سا واقعہ پیش آیا تھا؟
2. امام غزالی کی تصنیف و تالیف کے بارے میں کیا جانتے ہیں؟
3. امام غزالی کا سیاسی اور سفارتی کردار کیا تھا؟
4. امام غزالی نے لوگوں کو اخلاقی کردار کے اعتبار سے کس طرح تقسیم کیا ہے؟
5. آخری عمر میں امام غزالی نے کیا مصروفیت اختیار کی تھی؟

(ب) مندرجہ ذیل سوالوں کے تفصیلی جوابات تحریر کریں۔

1. امام غزالی کی کتاب کیمیائے سعادت پر نوٹ لکھیں۔
2. امام غزالی نے کہاں اور کن کن استادوں سے تعلیم حاصل کی؟
3. امام غزالی کا اخلاقی نظریہ کیا ہے؟

(ج) درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں۔

1. امام غزالی پیدا ہوئے:

| | |
|---|---|
| (الف) ایران میں | (ب) افغانستان میں |
| (ج) پاکستان میں | (د) سعودی عرب میں |

2. امام غزالی کا آبائی پیشہ تھا:

| | |
|---|---|
| (الف) تجارت | (ب) سُوت کاتنا |
| (ج) ملازمت | (د) درس و تدریس |

3. کتاب "The chemy of happiness" ترجمہ ہے:

| | |
|---|---|
| (الف) احیاءعلوم الدین کا | (ب) منقذ من الضلال کا |
| (ج) کیمیائے سعادت کا | (د) نجات کا |

4. امام غزالی کی آخری آرام گاہ واقع ہے:

| | |
|---|---|
| (الف) سیستان میں | (ب) سجستان میں |
| (ج) ہارونیہ میں | (د) نیشاپور میں |

5. امام غزالی کو تعلیمی ادارے کے نگراں مقرر کیا گیا:

| | |
|---|---|
| (الف) مکتبہ طفل کا | (ب) مدرسہ صولتیہ کا |
| (ج) مدرسہ دارالہدیٰ کا | (د) مدرسہ نظامیہ کا |

## سرگرمی برائے طلبہ وطالبات

طلبہ وطالبات کو چاہئے کہ وہ انٹرنیٹ کی مدد سے درج ذیل عنوانات پر تحقیقی اسائنمینٹ تیار کر کے استاد صاحب کو پیش کریں:

- امام غزالی کی تحریر کردہ کتابوں کی فہرست۔
- امام غزالی کی اردو زبان میں ترجمہ شدہ کتب کی فہرست
- امام غزالی کی کتاب کیمیائے سعادت کے دیگر زبانوں میں تراجم کی فہرست۔

## ہدایات برائے اساتذہ کرام

امام غزالی کی کتب کو جن لوگوں نے اردو میں منتقل کیا ہے طلبہ وطالبات کو ان کتابوں اور شخصیات کے بارے میں معلومات دی جائے۔

### نئے الفاظ اور ان کے معانی

| لفظ | معنی | لفظ | معنی |
|---|---|---|---|
| حجتہ الاسلام | اسلام کی علامت یا دلیل | درس وتدریس | پڑھنا پڑھانا |
| سُوت | کپاس کا دھاگا | کیمیا | سونا بنانے کا نسخہ |
| امام الحرمین | دوپاک جگہوں کا سربراہ | سعادت | خوش نصیبی |
| ریاضت | محنت، مشقت | حسنہ | اچھا، عمدہ |
| محال | ناممکن | | |

# فلورینس نائیٹنگل

**حاصلاتِ تعلم**

یہ سبق پڑھنے کے بعد طلبہ وطالبات اس قابل ہوں گے کہ وہ:

- فلورینس نائیٹنگل کی ابتدائی حالات زندگی بیان کر سکیں۔
- واضح کر سکیں کہ ان کو "نرسنگ کی ماں" اور "لالٹین والی خاتون" کیوں کہا جاتا ہے۔
- کریمیہ جنگ کے دوران ان کی مریضوں کی تیمارداری کی خدمات کے لیے ایک منتظم اور عزم و ترصفہ کردار کو بیان کر سکیں۔
- ان کے "ماحولیاتی نظریہ" سے منتخب باتوں کی تعریف کر سکیں۔
- نرسنگ سے متعلق ان کی تحریروں کے بارے میں بتا سکیں۔

**حالات زندگی:** فلورینس نائیٹنگل ایک انگریز خاتون تھیں، جو جدید نرسنگ کی بنیاد رکھنے والی مانی جاتی ہیں۔ وہ ایک بہترین سماجی خدمتگار، شماریات کی ماہر اور ماحولیات کی فکر رکھنے والی شخصیت کی مالک تھیں، فلورینس کی پیدائش ۱۲ مئی ۱۸۲۰ء کو اٹلی کے شہر فلورینس میں ہوئی۔ ان کے والد کا نام ولیم شور نائیٹنگل اور والدہ کا نام فرانسس نائیٹنگل تھا۔ وہ ایک خوشحال گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ فلورینس کو بچپن سے ہی نرس بننے کا بے حد شوق تھا۔ یہاں تک کہ وہ گڑیوں سے کھیلتے وقت ان کو مریض بنا کر خود ایک نرس کے طور پر ان کی تیمارداری اور مرہم پٹی کرنے کی مشق بھی کرتی تھیں۔

فلورینس کی تعلیم دستور کے مطابق گھر میں ہی والدین کے زیر نگرانی ہوئی۔ جہاں انھوں نے جرمن، فرانچ اور اطالوی زبانوں کے علاوہ حساب میں بھی مہارت حاصل کرلی۔ اس دوران وہ اپنے گھر اور پڑوس کے مریضوں کی تیمارداری بھی کرتی تھیں۔ نرسنگ کے شعبے کو اس دور میں نہایت حقیر سمجھا جاتا تھا۔ اس لیے فلورینس کے خاندان والوں نے انھیں اس شعبے میں جانے سے منع کیا۔ لیکن وہ اپنے مقصد پر بہ ضد رہیں۔ ۱۸۴۴ء میں فلورینس نے جرمنی کے لوٹرن ہاسپیٹل میں نرسنگ کے شاگرد کے طور پر داخلہ لے لیا اور پھر سالہاسال یورپ اور انگلینڈ کی مختلف اسپتالوں میں کام کرتی رہیں۔ اس دوران ان کو اپنی خوبصورتی اور نیک سیرت کردار کی وجہ سے کئی شادی کے پیغامات بھی موصول ہوئے، تاہم انھوں نے اس بات کو اپنے مقصد میں رکاوٹ سمجھتے ہوئے شادی کرنے سے انکار کر دیا۔ جس پر ان کے والدین بے حد غمگین ہوئے لیکن وہ اپنی بات پر قائم رہیں۔

۱۸۵۳ء میں فلورینس لندن میں واقع ہارلے اسٹریٹ کی ضعیف عورتوں کے اسپتال کی نگراں مقرر ہوئیں کچھ ہی وقت کے بعد یوکرین کے علاقے کریمیہ میں "جنگ کریمیہ" ما ہوگئی، جس میں ایک طرف روس اور دوسری جانب برطانیہ، فرانس اور خلافت عثمانیہ مدمقابل تھے، جس میں برطانوی افواج کی کافی تعداد شامل تھی۔

جنگی زخمیوں کی تیمارداری کے لیے خصوصی طور پر فلورینس کو بلایا گیا، جو اپنی زیر تربیت ۳۸ نرسوں کے عملے کے ساتھ وہاں پہنچ گئیں۔ بے شمار مددگار عملے کی موجودگی کے باوجود فلورینس خود رات کو لالٹین ہاتھ میں لے کر زخمیوں کی دیکھ بھال کے لیے ان کے خیموں میں جاتی تھیں اور ان کی نگرانی کرتی تھیں، اس کام کی وجہ سے وہ لالٹین والی خاتون کے نام سے موسوم ہوگئیں، فلورینس نے جدید نرسنگ کو متعارف کروانے میں بھی بھرپور کردار ادا کیا، اس لیے انھیں نرسنگ کی ماں یا جدید نرسنگ کی موجدہ بھی کہا جاتا ہے۔ انھوں نے سینٹ تھامس نرسنگ اسکول آف لندن مین باقاعدہ نرسنگ کی تدریس شروع کی جو دنیا کا پہلا سیکولر نرسنگ اسکول تھا، جو آج کل کنگز کالج لندن کا حصہ ہے، فلورینس کی جدوجہد کی وجہ سے یہ شعبہ پوری دنیا میں رائج ہو گیا۔

**فلورینس نائیٹنگل کا ماحولیاتی نظریہ اور تحریریں:** فلورینس ایک تجربے کار نرس ہونے کے ساتھ ماہر فن بھی تھیں، اس لیے انھوں نے بیماروں کے مناسب علاج معالجے کے لیے مناسب ماحول کو بھی بڑی اہمیت دی، کیوں کہ ان کے خیال میں مریضوں کے صحتیاب ہونے میں اردگرد کے ماحول، خوراک اور رہائش کا اہم کردار ہوتا ہے۔ اس لیے مریضوں کے لیے تازہ ہوا، صاف پانی، بہتر نظام نکاسی آب، بہتر ماحول اور غذا اور مناسب روشنی کا انتظام ہونا بے حد ضروری ہے۔

فلورینس نے برطانوی افواج کے لیے اپنی خدمات پیش کرنے کے دوران صحت، اسپتال انتظامیہ اور ماحولیاتی معلومات سے متعلق کئی مضامین لکھے۔ ۱۹۸۰ء میں ان کی کتاب "نوٹس آن نرسنگ" (Notes on Nursing) شایع ہوئی جو نرسنگ کے اصول و قواعد پر مبنی ہے اور کئی زبانوں میں ترجمہ ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ دو سو کے قریب مختلف رپورٹیں، کتابچے اور کتابیں فلورینس کی تصنیفات میں شامل ہیں۔

فلورینس کی جانب سے کی گئی اعلیٰ انسانی خدمات کے عوض برطانوی حکومت نے ان کو ۱۸۸۳ء میں "رائل ریڈ کراس" اور ۱۹۰۷ء میں "آرڈر آف میرٹ" جیسے اعزازات سے نوازا۔ ساتھ ہی عالمی سطح پر نرسنگ سے تعلق رکھنے والا ہر ادارہ ان کی خدمات کا اعتراف کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ دنیا کی سماجی خدمتگار اور انسانیت پسند یہ عظیم شخصیت ۱۳ اگست ۱۹۱۰ء کو میفیئر لندن میں فوت ہوگئی۔

## اس سبق کا خلاصہ یہ ہے کہ

اس سبق سے معلوم ہوا کہ جدید نرسنگ کی بنیاد رکھنے والی، سماجی خدمتگار، ماہر شماریات، اور ماحول دوست شخصیت کی ملکہ فلورینس نائیٹنگل اٹلی کے شہر فلورینس میں پیدا ہوئی تو ان کے والدین نے اس کا نام بھی فلورینس ہی رکھ دیا۔ فلورینس بچپن سے ہی نرسنگ کے شعبے کو بے حد پسند کرتی تھیں، کھیلتے وقت بھی اسے مریضوں کی تیمارداری والا کردار پسند ہوتا تھا، ان کی اس دلچسپی اور لگن کی وجہ سے وہ بڑی ہو کر ایک ماہر نرس، بہترین منتظمہ اور جدید نرسنگ کی بنیاد ڈالنی والی بن گئیں، دنیا آج بھی ان کی خدمات کو بیان کرنے سے نہیں تھکتی، فلورینس نے جنگ کریمیہ کے دوران مریضوں کی خوب تیماری کی۔ بہت سی عورتوں کو نرسنگ کی تربیت دی، ان کی تعلیم کے لیے اسکول قائم کیا، اور ان کے لیے "نوٹس آن نرسنگ" کے نام سے کتاب تحریر کی۔ فلورینس آج بھی اپنے بلند کردار اور خدمات کی بدولت لوگوں کی دلوں میں زندہ ہے۔

### مشق

**(الف)** مندرجہ ذیل سوالوں کے مختصر جوابات تحریر کریں۔

1. فلورینس کو ان کی خدمات کے عوض کن اعزازات سے نوازا گیا؟
2. فلورینس نے جنگ کریمیہ کے دوران کیا تدابیر اختیار کیں؟
3. لالٹین والی خاتون کسے اور کیوں کہا جاتا ہے؟
4. مریضوں کو صحت مند کرنے کے لیے کن انتظامی چیزیں کی ضرورت ہوتی ہے؟
5. فلورینس کے والدین کا کیا تعارف ہے اور انھوں نے فلورینس کو نرسنگ سے کیوں منع کیا؟

**(ب)** مندرجہ ذیل سوالوں کے تفصیلی جوابات تحریر کریں۔

1. فلورینس نائیٹنگل کی حالات زندگی سے متعلق آپ کیا جانتے ہیں؟
2. نرسنگ کے لیے کی گئی فلورینس کی خدمات کو واضح کریں۔
3. فلورینس کے "ماحولیاتی نظریہ" سے کیا مراد ہے؟

**(ج)** درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں۔

1. "لالٹین والی خاتون" لقب تھا:

(الف) یو آن رڈلی کا　　(ب) میرا ں بائی کا
(ج) فرانسی نائینگل کا　　(د) فلورینس نائیٹنگل کا

.2 فلورینس نائیٹنگل پیدا ہوئیں:

(الف) لنڈن میں (ب) امریکا میں

(ج) اٹلی میں (د) جرمنی میں

.3 جنگ کریمیہ واقع ہوئی:

(الف) روس میں (ب) لنڈن میں

(ج) یوکرین میں (د) فرانس میں

.4 جنگ کریمیہ میں فلورینس کے ماتحت نرسوں کی تعداد تھی:

(الف) ۴۰ (ب) ۳۹

(ج) ۳۸ (د) ۳۷

.5 فلورینس نائیٹنگل کی کتاب کا نام ہے:

(الف) نوٹس آن نرسنگ (ب) نیکوماچین

(ج) میڈیکل سائنسز (د) ماڈرن نرسنگ

## سرگرمی برائے طلبہ وطالبات

فلورینس نائیٹنگل کی خدمات پر ایک دن منایا جائے، جس میں ان کے حالات زندگی اور نرسنگ میں کی گئی خدمات پر مضامین پڑھے جائیں اور طالبات، فلورینس کے کردار کو عملی طور پر نبھاتے ہوئے مریضوں کی تیمار داری کا مظاہرہ کریں۔

## ہدایات برائے اساتذہ کرام

طلبہ وطالبات کو جدید نرسنگ کی بانی فلورینس نائیٹنگل پر بنائی ہوئی ڈاکیومینٹری کے بارے میں بتایا جائے، اس کے دیکھنے کے بعد کلاس میں طلبہ وطالبات سے اس کے تاثرات معلوم کیے جائیں۔

## نئے الفاظ اور ان کے معانی

| معنی | لفظ | معنی | لفظ |
|---|---|---|---|
| شمار کرنے کا علم Statistics | شماریات | دایہ گیری | نرسنگ |
| انتظام سنبھالنے والی | منتظمہ | ایجاد کرنے والی | موجدہ |
| مرتبہ، تمغہ | اعزاز | خدمت چاکری، دیکھ بھال | تیمارداری |
| پانی نکالنا | نکاسی آب | تیل پر جلتی ہاتھ والی بتی | لالٹین |
| خیالات | تاثرات | اقرار، قبول کرنا | اعتراف |